مسلسل اشاعت کے اڑتالیس سال

بیاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

566

ذی الحجہ/محرم ۳۴،۱۴۳۳ھ

اکتوبر 2012

مدیر مسئول مولانا سمیع الحق

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمداللہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف دو کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب و اہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کیلئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ رقوم چیک ڈرافٹ، پے آرڈر یا آن لائن کی جا سکتی ہیں۔ **واجرکم علی اللہ**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

یو بی ایل اکوڑہ خٹک	نیشنل بینک اکوڑہ خٹک	مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ
برانچ کوڈ (0288)	برانچ کوڈ (1520)	11240201001102-6
اکاؤنٹ نمبر 100-0001-7	اکاؤنٹ نمبر 17-5	

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسلِیمًا

جلد نمبر ---- 48
شمارہ نمبر ---- 1
ذی الحجہ محرم ---- ۳۳-۱۴۳۲ھ
اکتوبر ---- ۲۰۱۲ء

اے بی سی آڈٹ

ماہنامہ الحق

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران: حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر: حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: معصوم فلسطینیوں پر یہودی درندوں کی یلغار۔شہر کراچی میں دینی مدارس پر یلغار۔
- وفیات: جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب کا سانحہ ارتحال۔

اسلام اور پاکستان دشمن بال ٹھاکرے اپنے ابدی انجام بد کی طرف ...... راشد الحق سمیع حقانی ۲

- شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ ...... (خطاب) ...... قاری محمد عمر علی حقانی ۷
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ...... مولانا حافظ عرفان الحق حقانی ۱۱
- عالم میں قیام امن کے چھ بنیادی اصول ...... شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۱۹
- الہلال: بیسویں صدی میں پہلی اذان حریت ...... جناب سید حنیف رسول کاکاخیل ۲۸
- مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری (ایک انقلابی اور نابغہ روزگار شخصیت) ڈاکٹر محمود الحسن عارف ۳۴
- شہید محراب رسول ﷺ حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت سے چند جھلکیاں ...... جناب ابو فاطمہ ۴۶
- 2025ء تک اسرائیل کا ممکنہ سکوت؟ امریکی حکام کی پیش گوئی ...... جناب پرید احمد نعمانی ۵۷
- دارالعلوم کے شب و روز ...... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۰
- تعارف و تبصرہ کتب ...... ادارہ ۶۱

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر (0923) 630435
فیکس نمبر Fax(0923)630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس Facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/25 روپے سالانہ -/250، بیرون ملک 25$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

نقشِ آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

معصوم فلسطینیوں پر یہودی درندوں کی یلغار

سرزمین عرب اور خصوصاً مصر پر حالیہ اسلامی فکری تبدیلیوں اور وہاں پر قابض نااہل حکمرانوں کی پالیسیوں کے خلاف بپا عوامی انقلاب کے اثرات جانچنے کیلئے امریکہ اور اسرائیل نے مل کر غزہ پر ایک بار پھر یلغار کردی اور اس کیساتھ امریکی صدر باراک اوبامہ نے دوسری بار صدارت سنبھالنے کے بعد آتے ہی یہودیوں کو خوش کرنے کیلئے مسلمانوں کے خلاف جارحیت کا سگنل دے دیا اور انبیاء علیہ السلام کی متبرک سرزمین فلسطین کے مسلمانوں کے خون سے ایک بار پھر رنگین کرادی۔ ۱۴۳۴ھ کا نیا اسلامی سال محرم الحرام کا ہلال اس بار خون کی لالی کی شفق پر امت مسلمہ کے سروں پر طلوع ہوا۔ تازہ اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں اب تک سینکڑوں بے گناہ مظلوم فلسطینی مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کرلیا ہے۔ بلا جواز غزہ شہر پر ہر طرف سے اسرائیلی فضائی طیاروں اور میزائلوں کے ذریعے بارش برسادی گئی ہے۔ سینکڑوں عمارتیں، مکانات، سکولز اور بازار ملیا میٹ کردیئے گئے۔ اور ہزاروں فلسطینی بمباری کے نتیجے میں عمر بھر کیلئے معذور اور ناکارہ ہوگئے۔ اسرائیلی جارحیت کے یہ خوفناک مناظر دنیا بھر کے ٹی وی چینلز براہ راست دکھاتے رہے۔ لیکن ان فلسطینی معصوم ملالاؤں پر کسی کو نہ ملال ہوا اور نہ اِن ملالاؤں کے خون پر کسی مغرب پرست کی آنکھ نم ہوئی۔ نہ وائٹ ہاؤس اس ستم پر برسا، نہ برطانوی دارالعوام کی گرج سنائی دی اور نہ یورپی یونین اور اقوام متحدہ اس پر سیخ پا ہوئی۔ الغرض کسی بھی جانب سے کوئی موثر توانا و مخالفانہ آواز اور صدائے احتجاج مظلوم فلسطینیوں کے حق میں بلند نہ ہوئی البتہ طرفہ تماشہ یہ کہ امریکی صدر باراک اوبامہ اور حکومت دونوں نے اسرائیلی حملوں کو جائز قرار دے کر یہ تھپکی دی کہ اسرائیل کو ''دہشت گردوں'' کے خلاف کاروائی کا بھرپور حق ہے۔ لیکن مسلمانوں کی برائے نام تنظیم او آئی سی اقوام متحدہ یا کسی دوسرے بڑے عالمی فورم نے اس عالمی جارحیت پر اسرائیل کی کھلے لفظوں میں مذمت نہیں کی۔ خود حکومتِ پاکستان نے بھی زبانی جمع خرچ اور ایک علامتی قرارداد کے سوا کچھ بھی نہیں کیا۔ جو معمول کی روایتی مشق ہے اور اس قسم کے بے ضرر بیانات اور بے وقعت قراردادوں کی اسرائیل وامریکہ نے نہ پہلے کبھی پرواہ کی ہے اور نہ آئندہ کبھی کریں گے۔ کیونکہ عالمِ کفر اور خصوصاً امریکہ کو مسلمانوں اور ان کی سیاسی قیادت کی تمام کمزوریوں کا بخوبی علم ہے، وہ جانتے ہیں کہ عالمِ اسلام اور خصوصاً عرب ممالک باہمی تفرقے، انتشار، نفسانفسی اور اپنے اپنے مفادات کے اسیر ہیں۔ انہیں مظلوم فلسطینیوں یا بیچارے افغانیوں یا معصوم عراقیوں کے قتل عام پر کوئی سنجیدہ اقدامات کرنے کی نہ ہمت ہے نہ حوصلہ۔ اسی لئے فلسطین کی شکارگاہ میں یہود ونصاریٰ دونوں مل کر نہتے مسلمانوں کا شکار وقتاً فوقتاً مسلمانوں کی

حمیت اور غیرت کے پیمانوں کو جانچنے کے لئے کرتے رہتے ہیں۔ ع مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہیں

مقبوضہ فلسطین تقریباً سو برس کے اندر اندر نوے فیصد سے زائد بے وطن اسرائیلیوں نے طاقت اور دولت کے ذریعے حاصل کرلیا ہے۔ اب یہی بیچارے فلسطینی اپنے ہی وطن میں اجنبی اور مہاجر بن کر رہ گئے ہیں اور اسرائیلی اب اس کے اصل مالک و کرتا دھرتا بن گئے ہیں۔ اگر مسلم امہ اور اس کی قیادت یکجا ہوکر فلسطینیوں کی صف میں کھڑے ہوجاتے تو یہ روزِ سیاہ آج امتِ مسلمہ کو نہ دیکھنا پڑتا اور نہ بیچارے معصوم فلسطینیوں کے لاشوں کے تحفے وقتاً فوقتاً عالم اسلام کو ملتے۔ معلوم نہیں کہ ان بیچارے نہتے' بے گناہ معصوموں کی شبِ غم کی صبح آزادی کب طلوع ہوگی؟ لیکن اگر امتِ مسلمہ خوابِ خرگوش کے مزے لیتی رہی' غلامی کی افیون کھاتی رہی اور اس کی بزدل و مدہوش قیادت پر سکوتِ مرگ کا سناٹا چھایا رہا تو پھر تو صبح قیامت تک ان پر بپا قیامت کی یہ ہولناکیاں قائم و دائم رہیں گی۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

شہر کراچی میں دینی مدارس پر یلغار

دو قومی نظریے کی بنیاد پر حاصل کیا گیا اسلامی جمہوریہ پاکستان کی موجودہ تکلیف دہ حالت' طوائف الملوکی' حکومتی اداروں کی ناکامی و بربادی اور بالخصوص امن و امان کی بگڑتی صورتحال نے مل کر وطن عزیز کی ایسی تصویرِ پریشاں بنا کر رکھ دی ہے جسے دیکھ کر شہدائے تحریک پاکستان یقیناً افسردہ و پریشاں ہوں گے۔

؎ یہ داغ داغ اُجالا یہ شب گزیدہ سحر	وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں

یوں تو بدقسمت پاکستان اوائلِ عمر ہی سے امریکی غلامی کے کیمپ میں دھکیل دیا گیا تھا لیکن پھر بھی قدرت کسی نہ کسی طور پر اِسے چلا رہی تھی لیکن بدبخت پرویز مشرف نے نائن الیون کے بعد اِسے دوبارہ ایک ایسی اندھی راہ پر ڈال دیا تھا جس پر بھاگتے بھاگتے پاکستان غلامی سے بھی بدتر درجے پر پہنچ گیا اور پھر زرداری جیسے نااہل شخص نے تو رہی سہی کسر بھی ان پانچ سالوں میں نہ چھوڑی۔ دینی مدارس اور مذہبی جماعتیں و تنظیمیں اس جنگ میں امریکہ' مغرب اور خود حکومتِ پاکستان کا اولین نشانہ ہیں۔ میڈیا کے ذریعے بھی دن رات ان پر الزامات کی بھرمار ہوتی رہی ہے لیکن اب کچھ عرصے سے الزامات سے بڑھ کر عملاً دینی مدارس اور ان کے علماء و مدرسین پر ہاتھ ڈالنا شروع ہوگیا ہے۔ دارالعلوم حقانیہ کے استاذ حدیث حضرت مولانا نصیب خانؒ کی شہادت کا واقعہ ابھی تازہ ہی ہے۔ اس کے بعد پاکستان کی عظیم اسلامی علوم کی درسگاہ دارالعلوم کراچی پر رینجرز کا بے وجہ چھاپہ مارنا' پھر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسفندیار خان صاحب مدظلہ کے مرکز علمی کے تین طالب علموں کو مدرسے کے سامنے شہید کرنا' اس کے ساتھ جامعہ اشرف المدارس پر پولیس

کی یلغاراور پھر خصوصاً حضرت مولانا محمد زرولی خان صاحب مدظلہ کے ''جامعہ احسن العلوم'' کے نصف درجن کے قریب بے گناہ معصوم طلباء کی جامعہ سے باہر سڑک پر شہادت کا دلخراش واقعہ سب کے سامنے ہے۔ یہ پے در پے تمام حکومتی اقدامات کے نتیجے میں ہونے والے سانحات اور واقعات اس بات کی مکمل کرنشاندہی کررہے ہیں کہ حکمران اب عالمی ایجنڈے کے راستے میں حائل ان دینی مدارس اور شعائر اللہ کو مٹانے کا مکمل تہیہ کرچکے ہیں۔(چنانچہ اس صورتحال کا جائزہ لینے کیلئے وفاق المدارس کے طلب کردہ اجلاس میں ملک بھر کے چیدہ چیدہ علماء کرام اور وفاق المدارس کی تمام قیادت بشمول مہتمم دارالعلوم حقانیہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ' حضرت مولانا انوارالحق صاحب کے اجلاس میں شریک ہوئی اور بعد میں حضرت مولانا زرولی خان صاحب اور دیگر متاثرہ جامعات سے اظہار یکجہتی کیلئے دیگر علماء کرام کے ہمراہ کراچی تشریف لے گئے تاکہ حکومت پر واضح کیا جائے کہ دینی مدارس تنہا نہیں ہیں۔اس کے ہمراہ ملک کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتیں اسلام کے ان قلعوں کی پشت پر کھڑے ہیں۔سفر کراچی کے موقع پر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے مدرسہ احسن العلوم کے وسیع جامع مسجد میں علماء اور طلباء سے خطاب کیا اور طلبہ کو اس نازک دور میں ان کے قدر و قیمت اور مقام سے آگاہ کیا۔مولانا نے اس سفر میں امریکی سزایافتہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے گھر جاکر ان کی والدہ اور خاندان سے ملاقات کی اور انہیں ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا) اسی لئے بار بار علماء اور طلباء کو شہید کیا جارہا ہے' حکومت جان بوجھ کر اسے فرقہ وارانہ رنگ بھی دے رہی ہے حالانکہ پاکستان کے تمام دینی مدارس خالصتاً تعلیم وتعلم کے ساتھ مختص ہیں۔وہ ان تمام فروعی اور مسلکی اختلافات اور سیاسی رسہ کشیوں سے مکمل کنارہ کش ہوکر ایک عظیم مقصد کی خاطر شبانہ روز امت مسلمہ کے نونہالوں کو خدا اور رسول کی مقدس تعلیمات دے رہے ہیں۔آخر کار اس مظلوم طبقے کو کیوں اس بڑی جنگ میں دھکیلا جارہا ہے؟ اُدھر سے امریکی اور برطانوی سامراج کے پٹھو الطاف حسین نے تو مستقل طور پر دینی مدارس' علماء اور خصوصاً ائمہ مساجد کے خلاف الگ محاذ قائم کیا ہوا ہے اور دن رات مذہبی طبقے کے خلاف اس کی زہرآلود اور تعصب میں ڈوبی ہوئی تقریریں اور فاسد خیالات سننے کو مل رہے ہیں' الطاف حسین اپنی تنظیم کے تمام جرائم کا ملبہ مذہبی طبقے اور مدارس پر پھینکنا چاہتے ہیں' حالانکہ ساری دنیا کو اس حقیقت کا علم ہے کہ ایم کیو ایم اور اے این پی کی لڑائی صرف ذاتی مفادات اور سیاست کی خاطر لڑی جارہی ہے اس میں دینی مدارس کا کوئی کردار نہیں لیکن مغرب اور امریکہ کو خوش کرنے کے لئے ہمارے حکمران اور سیکولر مغرب زدہ سیاست دان دینی مدارس کو اپنے آقاؤں سے بھی زیادہ گالی دینے کو ضروری سمجھتے ہیں۔اگر چھاپوں اور شہادتوں کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا اور منفی اقدامات اور زہریلے پروپیگنڈے جاری وساری رہے تو اسکے ردعمل کے طور پر جو خوفناک اثرات ونتائج ملک وملت پر مرتب ہوں گے تو اس کا تصور بھی پہلے سے کمزور حکومت وریاست کے بس کی بات نہیں۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا نعمت اللہ صاحبؒ کا سانحہ ارتحال

پاکستان کے نامور عظیم عالم دین‘ یادگار اسلاف‘ تجربہ کار پارلیمنٹیرین‘ سیاسی مدبر اور جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا نعمت اللہ قدس سرہ العزیز بھی گزشتہ ماہ طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ حضرت مولانا جمعیت علماء اسلام پاکستان کے سلسلہ اکابرین کی آخری نشانیوں میں سے تھے۔ آپ نے عمر بھر پرچم نبویؐ سر بلند کئے رکھا۔ مزاج اور طبیعت کے لحاظ سے انتہائی سادہ انسان تھے اور تواضع و عاجزی کی دولت سے خداوند نے انہیں خوب مالا مال فرمایا تھا۔ آپ کی تمام صفات میں نمایاں ترین صفت آپ کی بے لوث وفاداری تھی۔ جمعیت علماء اسلام اور خاندان حقانی کے ساتھ تعلق کا اعلان روز اول سے ڈنکے کی چوٹ پر کیا اور مرتے دم تک جمعیت علماء اسلام اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی سرپرستی نہ چھوڑی حالانکہ درمیان میں کئی نازک واقعات اور موڑ آتے رہے‘ لیکن حضرت نور اللہ مرقدہ جمعیۃ کے ساتھ ہر مرحلے اور ہر موڑ پر ثابت قدم رہے اور آپکے پایہ استقلال میں ذرہ بھر بھی جنبش نہ آئی۔ ہزار بادِ مخالفانہ اور مسموم ہوائیں درمیان میں آتی رہیں لیکن حضرت مولانا نعمت اللہ مرحوم نے شمع حق کو قافلہ حریت کی نگہبانی کی خاطر جلائے رکھا اور اس کو بجھنے نہ دیا۔ بدقسمتی سے جمعیۃ کے دور انتشار میں دوسرے دھڑے درخواستی گروپ کے امیر حضرت مولانا عبداللہ درخواستی قدس سرہ کی مقدس اور متفق علیہ شخصیت متنازعہ بنادی گئی جنہوں نے خدام الدین لاہور میں باصرار حضرت مولانا سمیع الحق کو سیکرٹری جنرل نامزد کر کے انہیں قیادت سونپ دی تھی‘ تو ان سے وابستہ تمام علماء اور اکابر اور جماعتی رہنماؤں نے ۱۹۹۳ء میں اسلام آباد کی مسجد باب الاسلام میں حضرت مولانا نعمت اللہ مرحوم کو بالاتفاق امیر مرکزیہ نامزد کیا کہ اس وقت ان سے زیادہ کوئی اہل نہیں تھا تو جمعیۃ کے اس وقت کے نائب امیر حضرت علامہ خالد محمود صاحب نے تقریر میں اسے نیک فال قرار دیتے ہوئے آیت کریمہ ابنعمة الله یجحدون پڑھ کر حاضرین سے داد تحسین حاصل کی وہ طویل عرصہ تک جمعیۃ (س) کے امیر مرکزیہ رہے بارہا کوہاٹ اور کرک سے بے سروسامانی میں جدی پشتی نوابوں اور سیاستدانوں کو شکست دی۔ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے‘ ۱۹۷۰ء کے دستور ساز اسمبلی میں بھی حضرت مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ اور دیگر اکابر کے شریک جدوجہد رہے‘ وہ مرکز رشد و ہدایت دار العلوم دیوبند کے مایہ ناز فضلاء اور چراغ سحری میں سے تھے‘ حیف پاکستان میں جو دو چار شمعیں رہ گئیں تھیں سو وہ بھی خموش ہوگئیں ہیں یا گل ہونے والی ہیں۔ آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

مولانا مرحوم کا صدقہ جاریہ ان کی اولاد حافظ عبدالرحمٰن‘ مولانا عزیز الرحمٰن‘ پروفیسر سعید الرحمٰن‘ مولانا جمیل الرحمٰن کے علاوہ کوہاٹ میں ان کا قائم کردہ مدرسہ جامعہ اسلامیہ بھی ہے جو ۱۹۹۰ء سے فروغ دین میں مصروف ہے۔

حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سفر حج کی وجہ سے جنازہ کے موقع پر موجود نہ تھے تاہم مدینہ منورہ سے انکے فرزند مولانا عزیز الرحمٰن سے تعزیت کی۔ دارالعلوم حقانیہ میں حضرت مرحوم کیلئے خصوصی دعائے مغفرت کی گئی۔ ادارہ اور جمعیت علماء اسلام حضرت کے جملہ پسماندگان و صاحبزادگان اور انکے ہزاروں شاگردوں سے دلی تعزیت کرتا ہے اور خود تعزیت کا مستحق بھی ہے۔

اسلام اور پاکستان دشمن بال ٹھاکرے اپنے ابدی انجام بد کی طرف

ہندوستان جو سیکولر نظریات کا حامل ملک خود کو کہلانا پسند کرتا چلا آ رہا ہے اور ساتھ ساتھ جمہوری روایات کا علمبردار بھی خود کو کہتے ہوئے نہیں تھکتا لیکن عملاً تقسیم ہند کے بعد اور پہلے سے اس پر متعصب' تنگ نظر' انتہا پسند ہندوؤں کا تسلط رہا ہے۔ خود جنگ آزادی کے ہیرو گاندھی صاحب انہی متعصب ہندوؤں کی نفرت کا شکار ہوئے۔ پھر اس کے بعد تو مسلمانوں پر ہندوستان میں جینے اور ترقی و پنپنے کا کافیہ بالکل تنگ کر دیا گیا اور تقسیم کے بعد اب تک ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو دنیا کی سب سے بڑی نام نہاد سیکولر اور جمہوری ریاست میں تباہ و برباد کر دیا گیا ہے۔ اس نفرت اور تعصب کی آگ کو بھڑکانے میں یوں تو کئی ہندو لیڈروں کا کردار شامل ہے لیکن جس قسم کی شدید نفرت اور انتقام کے شعلوں کو بال ٹھاکرے نے بھڑکایا اس کی مثال ماضی بعید میں بھی نہیں ملتی۔ بال ٹھاکرے تقریباً چالیس برس سے مسلسل مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف آگ اور زہر اُگلتا رہا۔ اس کی تنظیم فاشسٹ نظریات کی حامل ''شیوسینا'' نے پورے ہندوستان میں مسلمانوں کے خون سے گاہے بگاہے ہولی کھیلی اور ان کے ہر قسم کے حقوق غصب کیے' قدم قدم پر مسلمانوں کی راہ میں روڑے اٹکائے اور ہندوستان میں مسلمانوں کو ایک گالی اور منفی کردار کے طور پر نئی نسل کے سامنے پیش کیا۔ گجرات کے مسلم کش خونی واقعات میں بھی شیوسینا اور بال ٹھاکرے کا مکروہ کردار سب سے نمایاں تھا۔ ممبئی میں بھی مسلمانوں کے قتل عام کی تمام تر ذمہ داری بال ٹھاکرے کے سر تھی۔ پھر تاریخی بابری مسجد کے خلاف چلائی جانے والی مہم اور پھر اس کے نتیجے میں مسجد کی شہادت اور اس کے تمام تر افسوسناک واقعات میں بھی بال ٹھاکرے پیش پیش تھا۔ ہندوؤں کے تناسخ کے عقیدے کو اگر مفروضے کے طور پر مان لیا جائے تو پھر یقیناً اپنے پہلے جنم میں بال ٹھاکرے مجسم شیطان تھا۔ اِس دنیا میں یہ دوبارہ شیطان انسان کے روپ میں بھیجا گیا۔ تاریخ میں یہ اسٹالن' لینن اور ہٹلر جیسے انسان دشمن افراد کی لسٹ میں شمار کیا جائے گا' اِسے ہندوستانی ہٹلر بھی کہا جاتا تھا۔

نام نہاد سیکولر ہندوستان کے سیکولر لیڈروں نے اس نفرتوں کے سوداگر کی موت پر اس کے اور اس کی تنظیم کے ساتھ جس قسم کی ہمدردی اور ساتھ دیا ہے اس سے یہ بھید پوری طرح کھل گیا ہے کہ ہندو سب اندر سے پکے ہندو ہوتے ہیں۔ ان کے سیکولر نظریات صرف نعروں اور سیاست کی حد تک ہوتی ہے۔ بال ٹھاکرے نفرت' مسلم دشمنی' تشدد اور تعصب کا ایک مرکب تام تھا۔ یہ مشرک تو طویل بیماری میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر واصل بہ جہنم ہوگیا اور قدرت کا عجیب انتقام دیکھئے کہ اس کے تین میں سے دو معالجین کا تعلق مسلمانوں سے تھا آخر کار قدرت نے اسے کمزور و بیمار کر کے مسلمانوں کا محتاج بنا دیا تھا اور ایک مسلمان ڈاکٹر جلیل پارکر ہی نے اس منحوس کے خاتمے کی خوشخبری کا اعلان کیا۔ خدا کرے کہ اس کی چتا کے جلنے کے ساتھ اِس کی زہریلی فکر کے برگ و بار اور فاسد نظریات کے بیج بھی ہندوستان کی سرزمین سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بھسم ہوگئے ہوں تاکہ بال ٹھاکرے کے ستائے ہوئے مسلمانوں کو امن و آشتی کے تازہ ہوا کے جھونکے میسر ہوں۔

ان الذین کفروا من اھل الکتب والمشرکین

فی نار جھنم خالدین فیھا اولئک ھم شر البریہ

دعوات حق :　　ضبط وتحریر: مولانا قاری محمد عمر علی حقانی*

غیر مطبوعہ

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ

بستر علالت پر ہسپتال میں معالج ڈاکٹروں سے خطاب

مولانا قاری عمر علی صاحب دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر فاضل حضرت شیخؒ کے چہیتے شاگرد و معتمد کو خادم خاص ہونے کی سعادت حاصل رہی، حضرت کی دعاؤں سے مدرسہ تحسین القرآن اور اسکی درجنوں شاخوں کے ذریعہ حفظ و ناظرہ اور دینی علوم کی ترویج میں مصروف سینکڑوں بچیاں اور بچے قرآن وسنت سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں ہسپتال میں زیر علاج مرشد اور شیخ کی ایک مجلس کو قلمبند کیا جسے ہم تبرکاً شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

بروز سوموار گیارہ رجب ۱۴۰۰ھ بمطابق ۲۶ رمئی ۱۹۸۰ء صبح نو بجے خیبر ہسپتال میں دانشور و مخلص ماہرین ڈاکٹروں کی خواہش و اصرار پر میرے حضرت جی شیخ الحدیث صاحبؒ یادگار سلف (مدظلہ) نے اپنے مخصوص ناصحانہ انداز میں حدیث پاک کا درس شروع فرما کر سامعین کے قلوب کو سیراب وشاداب کیا۔ قلب میں سوز گداز، ایمان وایقان میں پختگی اور بندہ خدا بننے کے لئے ان کے دیگر ارشادات و مواعظ حسنہ کا مجموعہ دعوات حق دو جلدوں میں موجود ہے جس کا ساتھ رکھنا ہر اصلاح پسند انسان کے لئے ضروری ہے جو کہ حضرت جی کے افکار عالیہ کا بیش بہا ذخیرہ ہے۔ قدر الشهادة قدر الشهود. (احقر عمر علی)

فرمایا: **ان فی الجنة غرفا یریٰ ظاهر ها من باطنها وباطنها من ظاهرها لمن الان الكلام واطعم الطعام وصلى بالليل والناس نيام (الحديث)**

پیغمبر خدا فخر انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محبوب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمانے لگے کہ جنت میں ایسے حسین و جمیل کمرے ہیں جس کے دیواروں کے خشت سونے چاندی کے ہیں اتنے صاف شفاف دیواریں کہ اندر والے لوگوں کو باہر

---

* مہتمم جامعہ تحسین القرآن نوشہرہ وسابق استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ

والوں کو اور باہر والے اندر والوں کو نظر آتے ہیں اور ایک دوسرے کو بآسانی دیکھ سکتے ہیں' صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے محبوب خدا! یہ حسین وجمیل کمرہ' یہ بلند مرتفع غرفہ تو بڑے لوگوں کو بلند و بالا انبیاء شہداء کو ملے گا' ان کے مراتب بھی بلند ان کے مقامات بھی بلند ہوں گے' حضور ﷺ فداہ امی وابی نے فرمایا کہ یہ نعمت وعزت اور مرتبہ ہر اس شخص کو ملے گا جس میں یہ تین خصلتیں پائی جائیں' خواہ امیر ہو یا غریب' شاہ ہو یا گدا' عربی ہو یا عجمی' منجملہ ان صفتوں میں اول (لـمـن الان الـكـلام) ہے یعنی جس کی نرم باتوں کی عادت ہو' تواضع وعاجزی سے باتیں کرتا ہو' اچھے اخلاق سے پیش ہو کر لوگوں کو متاثر اور خوش کرتا ہو۔

ہارون الرشید جو اپنے وقت کا بادشاہ تھا' اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت' طریقہ رسول علیہ السلام کی متابعت' دین واسلام سے محبت اس کا شیوہ جمیل تھا' خدمت کے لئے اس کی ایک باندی تھی' جس سے ایک دن شیشے کا گلاس ٹوٹ گیا' بادشاہ غیظ وغضب کی آنکھوں سے دیکھنے لگا' سب وشتم اور دھمکی کا ارادہ تھا' باندی ہوشیار تھی اور کلام الٰہی سے واقف تھی' جلدی سے کہنے لگی والـكـاظـمـيـن الغيظ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ متقین کی صفت یہ ہے کہ غصہ پی لیں' ختم کریں' بادشاہ بھی خدا ترس تھا' کہنے لگا! میں نے خدا کیلئے غصہ ختم کیا۔ باندی کہنے لگی کہ آگے فرمان ہے والـعـافين عن الناس ' لوگوں سے درگذر کرنے والے ہوں' بادشاہ نے کہا! کہ میں نے خالص اللہ کی رضا کے لئے تجھے معاف کیا۔ آگے چل کر باندی نے کہا' والـلـه يحب المحسنين ۔ اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے' بادشاہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لئے میں نے تجھے آزاد کیا' یہ ہے شان والے نبی علیہ السلام کے فرمان الان الـكـلام کا ثمرہ اور میٹھا نتیجہ' اسی طرح اگر کوئی حاکم اپنے محکوم سے یا ڈاکٹر مریض سے اتنا کہہ دے کہ اب تو الحمدللہ رو بصحت ہے تو مریض کی حوصلہ افزائی ہوگی' دل خوش ہوگا اور خداوند تعالیٰ کی رضامندی اور الان الكلام پر عمل نصیب ہوگا۔

دوسری نیک صفت اور اچھی خصلت' واطـعـم الطعام' یعنی جنت میں جو خوبصورت مزین کمرہ ہے جس کے اینٹ سونے چاندی کی ہیں' اور نہایت زیب وزینت سے آراستہ وپیراستہ ہے' دنیا میں کوئی مکان بنائے تو اس کے لئے دوڑ دھوپ تکلیفیں جھیلتا ہے' سیمنٹ' پانی' خشت وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے' بڑے محنت وکاوش کے بعد مکان تیار ہوتا ہے' مگر جنت کا وہ حسین کمرہ جس کے مقابلے کے لئے دنیا کے مکانات بنگلے وغیرہ ہیچ ہیں' جو انبیاء' شہداء اولیاء کے لئے مخصوص نہیں بلکہ عام آدمی کو بآسانی مل سکتی ہے' بشرطیکہ اس میں یہ دوسری صفت پائی جائے (واطعم الطعام) دوسروں کو کھانا کھلاتا' قید نہیں کہ کم ہو یا زیادہ' گندم ہو یا جو' پلاؤ ہو یا مرغی' پیٹ بھر کر ہو' یا کم' بلکہ مطلق یہ نیک صفت موجود ہو' دوسروں کو کھلانا مہمان نوازی وضیافت کرنا۔

خلفاء راشدین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور خلافت میں جب بیت المال کا خزانہ بھر جاتا تو جلدی حکم

کرتے کہ اس کو حاجت مند فقراء میں تقسیم کرو' اتنے سخاوت اور جود کے باوجود جب خطبہ کے لئے منبر پر کھڑے ہوتے تو فرماتے کہ مجھ کو اگر جنت ملے گی تو جو کے ٹکڑے پر۔ حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھما کو روزہ تھا' شام کا وقت ہوا تو افطاری کے لئے جو کی روٹی موجود تھی' افطاری کا انتظار تھا' اسی اثناء میں دروازہ پر ایک فقیر آیا' آواز دی کہ فقیر ہوں اللہ کے نام پر کچھ امداد کرو۔ فقیر کی آواز سنتے ہی وہ جو کی روٹی اس کو دے دی' رات نہار منہ گزار کر دوسرے دن پھر روزہ رکھا' افطاری کے وقت پھر ایک جو کی روٹی لئے بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک یتیم نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ یتیم ہوں خدا کے نام پر امداد کرو پھر وہ جو کی روٹی اس کو دے دی۔ دوسری رات پھر بھوک کے حالت میں گزاری' تیسرے دن پھر روزہ رکھا' شام کا وقت ہوا' افطاری کے لئے ایک جو کی روٹی موجود تھی' تو ایک قیدی آیا' آواز لگائی کہ قیدی ہوں امداد کرو' تیسرے دن بھی اپنی بھوک اور حاجت کے باوجود وہ روٹی قیدی کو دے دی۔ خالی بیٹھ گئے' جو تھا وہ اللہ کے نام پر قربان کیا' تیسرا دن ہے' روزے بھی رکھے' کھانے کا انتظام بھی نہیں۔ واطعم الطعام. دوسروں کو کھلانے پر عمل کر رہے تھے' اس وقت شہنشاہ دو جہان فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' حضرت فاطمہؓ نے گزشتہ قصہ سنایا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس صدقہ وقربانی کو قبول کیا' رحمت رب جوش میں آئی حضرت جبرائیل امین یہ آیت لیکر آئے۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا (سورہ دھر)

باوجود اپنے سخت بھوک اور رغبت کے قربانی دی' حدیث پر عمل کیا۔ تو رب تعالیٰ کی رحمت واسعہ اور مغفرت کاملہ کے مستحق ٹھہرے۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ.

تیسری صفت: جنت کے خوبصورت مزین ومنقش کمرہ کے ملنے کے لئے تیسری چیز وصلی باالیل والناس نیام ہے' انسان پر تو خالق حقیقی کا حق بہت زیادہ ہے' رات دن اگر انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہو تو پھر بھی خداوند قدوس کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

جان دی' دی ہوئی اسی کی تھی　　حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

لیکن اس کی رحمت وعنایت اتنی فراخ اور وسیع ہے کہ تین باتوں پر عمل کرنے سے ایک خاص عنایت سے نوازتے ہیں' نرم کلام' دوسروں کو کھلانا' رات کو نماز پڑھنا اس حالت میں کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں' یہ بندہ خدا کھڑا ہو کر اللہ پاک کے حضور میں روئے' چیخے' گڑگڑائے' عاجزی ولجاجت اور تواضع سے مانگے' جس طرح دنیا کے بادشاہ سے وزیر کی ملاقات ہو جائے تو عاجزی وچاپلوسی کرتا ہے' اسی طرح رات کو اپنے نفس سے مقابلہ کرے میٹھے خواب سے جاگے' نماز پڑھے خواہ دو رکعت کیوں نہ ہوں' تو اس وقت اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں کہ دیکھو میرا بندہ میری ہی رضامندی کے لئے گڑگڑاتا ہے' مجھ پر بھروسہ اور مجھے ماویٰ وملجا سمجھتا ہے' اس کی اطاعت وعبادت میرے لئے تو میری رحمت وبخشش اس کے

لئے ہے۔ وبالأسحارهم يستغفرون اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عذاب نہیں دیتا' مگر امتحان ہے کہ میرا بندہ میرے انعامات کے باوجود ایمان لاتا ہے یا نہیں شکر ادا کرتا ہے یا نہیں' مايفعل الله بعذابكم ان شكرتم وامنتم .

ایک بزرگ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت' ذکر واذکار' تلاوت قرآن مجید میں مصروف ومنہمک رہتا تھا' اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ذریعہ حکم دیا کہ میرے دربار' میرے حضور سے نکل جاؤ' تیری کوئی عبادت قبول نہیں' جس کے پاس جاتا ہے چلا جا۔ لیکن وہ بزرگ عبادت سے نہیں رکا۔ ذکر واذکار میں بدستور مصروف تھا' مریدوں نے کہا کہ حضرت اب تیری کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی' کیوں اتنی تکلیف کرتا ہے' عاجزی وانکساری کرتا ہے' بزرگ ان سے فرمانے لگے کہ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا میرا کوئی اور فریاد سننے والا ہے؟ اس کے عفو ہونے سوا کوئی اور عفو ودرگزر والا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندے! میں تیرا امتحان لے رہا تھا' تو مکمل کامیاب ہوا۔ جا میں نے تجھے معاف کیا اور بخش دیا۔

حضرت ابن عمرؓ کا واقعہ خواب:

حضرت ابن عمرؓ نے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے اپنے خواب نبی علیہ السلام کے سامنے بیان کرتے ہیں' اور تعبیرات پوچھتے ہیں' خیال ہوا کہ آئندہ میں بھی جو خواب دیکھوں گا تو نبی علیہ السلام کے سامنے بیان کروں گا۔ رات کو خواب دیکھا کہ جنت میں خوبصورت پرندوں کی طرح کبھی ایک طرف کبھی دوسری طرف دوڑتا ہوں خوشیاں منا رہا ہوں' ایک فرشتہ آیا میرا ہاتھ پکڑ کر ایک کنوئیں کی طرف لے گیا مجھے خطرہ ہوا گھبرا گیا کہ شاید کنوئیں میں پھینکتے ہیں' فرشتے نے تسلی دی کہ گھبراؤ مت۔ دھکیلتے نہیں' صبح جب بیدار ہوا تو اپنی بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے خواب کا واقعہ سنایا اس غرض سے کہ آپ نبی علیہ السلام سے اس کی تعبیر پوچھ دیں' حضرت حفصہؓ نے حضور علیہ السلام کے سامنے بھائی کا خواب بیان کیا۔ حضور علیہ السلام فرمانے لگے' کہ خواب بہت اچھا اور بہتر ہے اگر تیرے بھائی رات کو دو رکعت نماز تہجد پڑھتے تو یہ کنواں جہنم کا بھی نہ دیکھتے۔ حضرت ابن عمرؓ نے جب تعبیر سنی تو فرمایا کہ آئندہ نماز تہجد ضرور پڑھوں گا۔ سستی نہیں کروں گا۔ یہ ہیں رات کی نماز کے برکات اور فضائل وانعامات......

رحمت حق بہانہ مے جوید بہانہ مے جوئید (یعنی اللہ کی رحمت قیمت نہیں بہانہ مانگتی ہے)

حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ اللہ ہم سب کو اس تینوں صفتوں کے شرف سے نواز کر اپنے رحمت وخوشنودی سے نواز دے۔ امین

سفر حج اور محرم میں پشاور کے مخدوش حالات کی وجہ سے رسالہ کی اشاعت میں تاخیر ہوئی۔ جس پر ادارہ معذرت خواہ ہے

قسط (۱۴)   مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

ماخوذ از خودنوشت ڈائری ۱۹۵۵ء

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ واقارب، اہل محلہ وگردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپ کی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ ضروری سمجھا گیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیران ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں............ (مرتب)

کم عمری میں اکابرین کی علمی پروازیں اور اپنی درماندگی:

۱۸؍اکتوبر: طبیعت میں ہیجانی کیفیت ہے اپنی زندگی پر غور کررہا ہوں تو غبار راہ کے دھندلے سے آثار کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ عنفوان شباب وطفولیت کی فرحتیں گذر گئیں تو گزر گئیں لیکن ابھی تک ارزل بے مایہ وناکارہ محوخواب غفلت ہے۔ علامہ گیلانی کے خیال میں ۲۰ سال کی عمر میں لعب ولہو کے ادوار گزر جاتے ہیں اس کور بخت کی عمر کے لعب ولہو کے ادوار بھی تو منتہی ہونے کو ہیں۔ افسوس عمر رفتہ تو تنکے جمع کرنے کا تھا' آشیانہ ہی جب تعمیر نہ ہوسکے تو سردی وگرمی کی تپش سے حفاظت کیسے ہونے لگے' عمر رفتہ کے زرین اوقات تو لاابالی اور بے ہودگی کے نذر ہوگئے اور آگے بھی نشان راہ گم اور منزل مقصود مفقود ہے' اس زندگی کی حقیقت تو دو چار دنوں سے زیادہ نہیں

ومتیٰ یصاعدنا الوصال ودھرنا   یومان یوم نویً ویوم صدود

---

* استاد جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا آزاد دہلوی مدظلہ نے ۱۶ سال کی عمر میں عیش وعشرت کے عشرت خانوں کو توڑ ڈالا اور کمالات علمی و عملی میں بام عروج تک پہنچنے کے ساتھ میرزاہد وغیرہ جیسی کتابیں پڑھائیں۔

مولانا گیلانی نے ۱۹ ربرس میں تکمیل نصاب کیا۔اور کیسے کیسے حالات میں اس کے لئے ان کے مذہبی دینی ادبی علمی کارناموں کو ملاحظہ کیجئے۔دور کی بات نہیں ابھی ابھی حضرت اقدس شیخ مدنی کی سوانح حیات خود نوشت عبرت کے لئے اور دل محزون کے مداوا کے خاطر پڑھ رہا تھا۔

لگ بھگ ۲۰ سال کی عمر میں دارالعلوم دیوبند سے سند تکمیل حاصل کی۔اور حضرت شیخ الہند قدس سرہ سے پڑھانے کا سندِ امتیاز حاصل کیا۔انہوں (شیخ الہند) نے ان (مدنیؒ) کو نصیحت کی کہ جاؤ اور پڑھاؤ خوب پڑھاؤ ایک سال بعد وہ خانقاہ رشیدیہ کی شمع بن گئے اور ایسی شمع جس پر ہزاروں جانثار جان دیں ۱۹۱۷ء کے آغاز میں وہ نبی اقدس ﷺ کے جوار میں اور گنبد خضراء کے سایہ میں تعلیم وتدریس دینے لگے۔اس وقت عمر کا اکیسواں سال تھا۔۲ سال بعد ان کو علماء عرب وشیوخ مدینہ قابل رشک وحسد سمجھنے لگے۔ آج کہاں ہے وہ زمانہ کہاں ہیں وہ لوگ۔

کاش یہ کور بخت' ارزل' ننگ خلائق اپنے اسلاف وشیوخ کے ان عبرت انگیز قصص سے عبرت لے لیکن ہائے تقدیر کہ دل پر مہر ہے اور کان بہرے' زبان گونگی' جب دل نہ جاگے تو جانور اور انسان میں کیا فرق؟ اولئک کالانعام بل هم اضل ہائے بدنصیبی جب انسان لهم قلوب لا یفقهون بها ولهم اذان لا یسمعون بها ولهم اعین لایبصرون کا مصداق بن جائے تو اولئک کالانعام بل هم اضل کا مصداق کیوں نہ ہو اے خدا تو علیم وخبیر تو رحیم ھادی و مرشد ہے۔ہمیں اسفل سافلین سے اٹھا کر انسانی شرف ومجد کے مقامات سے نواز دے۔

دارالعلوم حقانیہ کے احوال وکوائف

مولانا سید احمد شالفین صاحب حق کی وفات اور خواب میں بشارت:

۱۱رذی الحجہ ۷۴ھ م ۱۹۵۵ء دارالعلوم کے ایک نہایت مخلص فقیر منش ولی اللہ مدرس مولانا سید احمد عرف شالفین صاحب حق رمی جمرہ عقبہ کرتے ہوئے منیٰ میں انتقال کر گئے۔علوم عقلیہ میں رسوخ تھا اور معقولات ہی پڑھاتے تھے' وطن سوات اور پھر اماز وگڑھی مردان میں پڑھاتے رہے۔۱۶رشوال ۱۳۶۹ھ میں دارالعلوم کی دعوت پر پچاس روپے مشاہرہ پر برائے تدریس آئے اور آخر تک نہایت پابندی اخلاص شوق وللہیت کے ساتھ پڑھاتے رہے شادی نہیں کی تھی اپنی آمدنی نادار طلبہ ہی پر خرچ کرتے یا اپنی بوڑھی والدہ کی خدمت پر' دارالعلوم کیلئے اپنے احباب سے مالی امداد بھی فراہم کرتے۔۱۳۷۴ھ میں حج کو روانہ ہوئے پچھلے سال بھی کوشش کی مگر داعی اجل نے انہیں اس سال تک موخر کر دیا طلبہ نے بڑی محبت سے رخصت کیا۔حضرت والد ماجد مدظلہ نے فضیلت حج پر تقریر کی اور ان سے دعا کی خواہش ظاہر کی' کسے معلوم تھا کہ یہ ہمیشہ کیلئے الوداعی تقریب ہے۔۱۹ راگست کو والد ماجد کو حجاز سے وفات کی اطلاع آئی دارالعلوم میں

ہر شخص پر سکتہ طاری ہوا۔ ظہر کے بعد عظیم الشان تعزیتی جلسہ ہوا حضرت نے دو گھنٹہ تعزیتی تقریر کی آہ و بکا سے آپ کیلئے حاضرین نے دعا کی پورے سرحد کے مدارس میں تعزیتی جلسے اور ایصال ثواب کا اہتمام ہوا۔ مرحوم میرے بھی معقولات کی کئی کتابوں کے استاذ تھے۔ فرحمہ اللہ۔ منیٰ کے میدان جمرات میں ابلیس خبیث کو کنکر مارتے ہوئے محبوب حقیقی کا وصال ان کے خواب کی تعبیر بنا۔

کچھ دن بعد حاجی ہدایت اللہ صاحب سابق ہیڈ ماسٹر ہائی سکول اکوڑہ تشریف لائے' جو کیم ستمبر کو حج سے واپس ہوئے تھے' انہوں نے مولانا شائقین صاحب کی وفات کے واقعات بیان کئے اور فرمایا وفات والی رات انہوں نے خواب سنایا کہ ایک نورانی بقعہ ہے اور شعلے انوار کے اس سے بھڑک رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ مجھے فرما رہے ہیں کہ سید احمد اس میں کود جاؤ چنانچہ میں اس میں کود پڑا۔ جب اٹھ کر قصہ ہمیں سنایا تو ہم نے پوچھا کہ واپس نکل آئے یا اس نور میں رہ گئے۔ فرمایا نہیں اسی میں رہ گیا اور فرمایا منیٰ میں رہوں گا' میری مٹی منیٰ کی ہے۔ (اپنی وفات کی طرف اشارہ تھا)

دارالعلوم کی نئی تعمیر کے لئے ایک لاکھ اینٹ کا جمع ہونا:

آج عصر کے بعد دارالعلوم کی زیر تعمیر رقبہ کی سیر کے لئے نکلا' پتھر اینٹ وغیرہ جمع کئے جا رہے ہیں' ایک لاکھ اینٹ جمع ہو چکی ہیں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم واجعله مبارکا ومصدراً لعلومک راستہ میں ''دیارعرب'' کا مطالعہ بھی جاری رہا۔

واپڈا کی جانب سے دارالعلوم کی نئی تعمیر کو روکنے کا نوٹس:

چونکہ دارالعلوم کے زیر تعمیر رقبہ پر بجلی کی مین لائن گزرتی ہے' اسلئے بجلی والوں نے ممانعت تعمیر کا نوٹس دیا ہے۔ آج ایس ڈی او اور دیگر آفیسروں نے موقع کا معائنہ کیا۔ اس مسئلہ کو سلجھانے کیلئے دوڑ دھوپ جاری ہے۔ خدایا تو ہی حکیم ہے' نہ معلوم ان ظاہری مشکلات اور گوناگوں موانع میں کیا مصلحتیں مضمر ہوں گی۔ فعل الحکیم لایخلو عن الحکمة

ایکسین واپڈا کی نئی تعمیر رکنے کے حوالے سے والد صاحب سے ملاقات:

آج محکمہ بجلی کے اعلیٰ آفیسر ایکسین صاحب نوشہرہ سے دارالعلوم حقانیہ کے زیر تعمیر رقبہ کے معائنہ کیلئے آئے اس موقع پر انہوں نے مدرسہ تعلیم القرآن کا معائنہ بھی کیا۔ بعد میں حضرت والد صاحب سے ملاقات اور دارالعلوم حقانیہ دیکھنے کے لئے مسجد تشریف لائے اس موقع پر گفتگو میں دارالعلوم کے حالات و کوائف زیر بحث رہے' پھر والد صاحب سے زمانہ تعلیم دیوبند اور مدت تدریس وغیرہ پوچھتے رہے' معلوم ہوا کہ وہ آفیسر یوپی کے رہنے والے ہیں ان کے والد ایک زمانہ میں یوپی کے کلکٹر تھے اور دارالعلوم دیوبند بھی اکثر تشریف لاتے تھے' موصوف دارالعلوم سے کافی متاثر ہوئے۔ آپ بلند قد بارعب اور باوقار انسان ہیں' شکل وصورت میں دینداری اور شرافت کی جھلک بھی ہے' انہوں نے کہا کہ میں دارالعلوم کے اس کام کو اپنا کام سمجھوں گا' تقریباً نصف گھنٹہ تک نشست رہی پھر مسجد کے ٹیوب ویل

لگانے کی اجازت دلوانے کا بھی کہا ۱۰ بجے ان کی واپسی ہوئی۔

مجلس شوریٰ کا اجلاس نئی تعمیر کیلئے فراہمی چندہ کے کمیٹیوں کی تشکیل اور نصاب تعلیم و دستور دارالعلوم

(۱۸رستمبر۵۵ء) دارالعلوم کے مجلس شوریٰ کا اجلاس صبح ۱۰ بجے مولانا میاں مسرت شاہ کا کاخیل کی صدارت میں شروع ہوا۔۲ بجے تک اجلاس جاری رہا۔ اجلاس کے قابل ذکر شرکاء میں الحاج شیر افضل خان صاحب بدرشی‘ غوث محمد خان ڈنگرزئی (آدمزئی) میاں مسرت شاہ کا کاخیل صاحب‘ میاں خادم شاہ کا کاخیل صاحب‘ خان محمد اعظم خان صاحب اکوڑہ‘ میاں مراد گل کا کاخیل صاحب‘ جناب خلیق صاحب پشاور‘ محمد اشرف خان صاحب کیمبل پور‘ خاؤ استاد مردان‘ یعقوب شاہ بادشاہ مردان‘ مولانا سعدالدین مردان‘ مولانا گل بادشاہ صدر جمیعت علماء سرحد‘ مولانا ایوب جان مہتمم دارالعلوم سرحد‘ مولانا عبدالحنان جہانگیرہ‘ ڈاکٹر صاحب شاہ تورڈھیر‘ مولانا حکیم نورالحق تنگی‘ مولانا مصطفیٰ مانکی‘ حاجی عبدالجبار لاہور صوابی‘ شامل ہیں۔ ۴۱ ممبران کے علاوہ مقامی اراکین نے بھی شرکت کی‘ اجلاس شعبہ تعلیم القرآن میں منعقد ہوا۔ پرائمری اساتذہ کی طرف سے منظوم و منثور سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ پھر شیخ الحدیث حضرت والد ماجد نے سالانہ رپورٹ سنائی‘ بجٹ موضوع خاص تھا۔ آپ نے فرمایا کہ دارالعلوم کے خزانہ میں اس سال ۴۶ ہزار روپیہ ہے اور آئندہ سال کے لئے واقعی اخراجات کا تخمینہ ۵۹ ہزار روپیہ ہے۔ بحث و تمحیص کے بعد آئندہ سال کیلئے بجٹ منظور کیا گیا۔ اس کے بعد نئی تعمیر موضوع سخن بنا۔ جس کے لئے دارالعلوم کے خزانہ سے ۱۵ ہزار روپیہ مختص کیا گیا جبکہ باقی اخراجات کیلئے الحاج شیر افضل خان بدرشی کی تجویز پر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی‘ جو مختلف مقامات کے دورے کر کے چندہ فراہم کرے گی۔ خان موصوف اس کے کنوینئر مقرر کئے گئے۔ دیگر اراکین میں خان عبدالحق صاحب شیدو‘ خان اعظم خان صاحب اکوڑہ‘ مولانا مسرت شاہ کا کاخیل صاحب‘ میاں اکرم شاہ صاحب کا کاخیل وغیرہ کا تقرر رہوا۔ صوابی کے علاقہ کیلئے ڈاکٹر صاحب شاہ کی تحریک پر بھی ایک کمیٹی اور مردان کے علاقہ کے لئے مولانا سید گل بادشاہ صاحب طورو اور مولانا سعدالدین صاحب مردان وغیرہ پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اجلاس میں مدرسین کی سالانہ گریڈ بندی بھی زیر بحث آئی۔ مدرسین دارالعلوم کی طرف سے ایک عریضہ کے ذریعہ مطالبات بھی سامنے آئے۔ اس ضمن میں درجہ اوّلی اوسط پھر ادنیٰ کے اعتبار سے ۲۔۳۔۴ تک گریڈ بندی ہوئی۔ فیملی الاؤنس بڑھا کر ۱۰ کی بجائے ۱۵ کیا گیا۔ دارالعلوم کو رجسٹرڈ کرنے کا فیصلہ بھی ہوا۔ جس کے تحت چندہ دہندگان کے رقوم انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہوں گی۔ مقدمہ بجلی کے حوالہ سے معمولی خرچ کرنے کی اجازت دی گئی۔ تعمیر وغیرہ کے انتظامات کے لئے خان شیر افضل خان صاحب اور خان اعظم خان صاحب اکوڑہ مقرر ہوئے۔ دارالعلوم کا دستور بھی زیر بحث آیا۔ جس کے بعد اسے سلیکٹ کمیٹی مشتمل بر مولانا گل بادشاہ‘ مولانا ایوب جان بنوری اور قاضی عبدالسلام نوشہرہ وغیرہ کو غور و فکر کے لئے سپرد کر دیا گیا۔ مولانا گل بادشاہ نے نصاب تعلیم میں ترمیم و اصلاح سے متعلق ایک بل پیش کیا‘ جس کے اہمیت کے بارے میں دیر تک وہ اراکین کو سمجھاتے رہے۔ والد صاحب نے اس بل کے بارے میں کہا کہ اس کو بھی دستوری کمیٹی کے سپرد کیا جائے تا کہ غور و حوض کر کے

اور بوقت ضرورت دیگر علماء و مہتممین مدراس عربیہ کو بلا کر ان سے بھی رائے لی جائے۔

دیگر انتظامی امور بھی اجلاس میں زیر بحث رہے۔ دو بجے یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد معزز اراکین نے طعام تناول کیا۔ نماز کے بعد بھی کافی دیر تک آپس میں گفتگو کرتے رہے۔ بارش کی وجہ سے ان کے جانے میں تاخیر ہوئی۔

شالفین صاحب حقؒ کی تعزیت:

بعد از نماز جمعہ حاجی ہدایت اللہ صاحب سابق ہیڈ ماسٹر ہائی سکول اکوڑہ خٹک حالاً امان گڑھ ہائی اسکول دیگر اساتذہ کے ہمراہ آئے۔ موصوف نے یکم ستمبر کو حج سے واپسی فرمائی۔ اور اب حضرت شالفین صاحب حق کی فاتحہ خوانی و دعا کے لئے آئے تھے۔ دیر تک شالفین صاحب حق کے احوال واقعات بیان کرتے رہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے کہا کہ ان کے حج کے دیگر ساتھی پرسوں واپس ہو جائیں گے۔ (۲۳ر ستمبر)

دارالعلوم کی برلب سڑک نئی تعمیر کا نقشہ اور خاکہ کھینچنا:

عصر کے بعد بدرشی کے شیر افضل خان صاحب اور خان اعظم خان صاحب اکوڑہ دارالعلوم کی زیر تعمیر عمارت کے نقشے لینے کے لئے تشریف لائے۔ والد ماجد اور دیگر اراکین بھی ساتھ نئی اراضی پر تشریف لے گئے۔ شام تک بحث وتمحیص جاری رہی کل یہ لوگ دوبارہ آئیں گے اور ماہر تعمیرات انجینئر سے تعمیر کا خاکہ کھنچوائیں گے۔

دارالعلوم کی جدید تعمیر کے لئے نقشہ کی تیاری اور مشاورت

نماز جمعہ کے بعد والد صاحب اور خان اعظم خان صاحب' شیر افضل خان صاحب و اراکین مدرسہ دارالعلوم کے نئے اراضی گئے' (موجودہ دارالعلوم) جہاں نقشہ بنانے کے لئے چند مستری بھی لائے گئے تھے' ضروریات پر غور و حوض کے بعد نقشہ تیار کرنے کے لئے ایک ماہر تعمیرات کے حوالہ کیا گیا۔ (۳۰ ستمبر)

فضلاء دارالعلوم کی آمد: دارالعلوم کے فضلاء مولوی حبیب اللہ صاحب آف تنگی اور مولوی فضل منان صاحب آف عمر زئی تشریف لائے' شام کو ان سے ملاقات ہوئی۔

۱۵ر اکتوبر: زیارت کا کا صاحب کے میاں اکرم شاہ کا کا خیل تشریف لائے' والد صاحب سے ملاقات کی' مختلف امور پر گفتگو ہوئی اپنے چھوٹے لڑکے مختیار عالم شاہ کو دارالعلوم میں داخل کرنے کا ارادہ ہے' اس سلسلے میں بھی مشورہ کیا۔

ربیع الاول میں تشہیر دارالعلوم وحصول چندہ کے لئے سالانہ ہفتہ تبلیغ

۲۳ر اکتوبر ۱۹۵۵ء۔ ۵ر ربیع الاول:

چونکہ تاسیس دارالعلوم سے طلباء دارالعلوم ربیع الاول میں ایک ہفتہ تبلیغ کا مناتے ہیں۔ جسکے دوران بڑا مقصود تشہیر دارالعلوم اور حصول چندہ ہوتا ہے' بناء بریں اس دفعہ بھی کل سے آئندہ پیر تک تعطیل رہے گا۔ طلباء صوبہ کے مختلف اطراف میں پھیل گئے۔ (یہ سلسلہ ابتدائی دو چار سالوں میں تھا اور بعد میں روک دیا گیا۔ مرتب)

تعمیر دارالعلوم وحصول چندہ کیلئے اراکین کی مساعی جمیلہ اور شیخ میاں صاحب کا دارالحدیث کی تعمیر اپنے ذمہ لینا

دارالعلوم حقانیہ کے اراکین خان اعظم خان' الحاج خان شیر افضل خان آف بدرشی' میاں مسرت شاہ' میاں اکرم شاہ' میاں رسول شاہ' میاں میر احد گل عرف شیخ میاں صاحب' میاں غلام سرور شاہ' خان غوث محمد خان آف آدم زئی' حاجی یوسف' حافظ نور بادشاہ' حاجی رحمان الدین اور ملک امر الٰہی صاحبان تعمیر کے لئے حصول چندہ کی غرض سے بدرشی میں خان شیر افضل خان صاحب کے ہاں جمع ہوئے' آپس میں بھی چندہ کیا اور دیگر علاقوں مانکی اور شیدو وغیرہ بھی گئے۔ کُل چندہ 21 ہزار جمع ہوا' شیخ میاں صاحب نے دارالحدیث (قدیم) کی تعمیر کے اخراجات اپنے ذمہ لئے' جزاھم اللہ تعالیٰ عنا وعن جمیع المسلمین شام کی نماز اراکین نے شیدو سے واپسی پر ارض مقدسہ دارالعلوم میں پڑھی' مغرب کے بعد یہ وفد نوشہرہ ایک شخص سے ملنے گیا۔

دارالعلوم کی بنیادوں کی تکمیل اور دیواروں کی چنائی کا آغاز:

۲۶ راکتوبر ۵۵ء دارالعلوم میں تعمیری کام بڑے پیمانہ پر شروع ہے' آج دارالتدریس کی بنیادوں کا کام مکمل ہوا کل اینٹوں کی چنائی مٹی کے ساتھ شروع ہو جائے گی۔

دارالعلوم کے استاد میاں محمد فیاض کی دوسری شادی: ۷ نومبر ۱۹۵۵ء: سات دنوں کے بعد ڈائری لکھ رہا ہوں' تسلسل نہیں رہا۔ ہفتہ کے دن (تعطیل کے بعد) باقاعدہ اسباق شروع ہوئے۔ پچھلے ہفتہ میں پیر کے دن (۳۱ اکتوبر ۱۹۵۵) یہاں (میاں) محمد فیاض صاحب مدظلہ (موصوف دارالعلوم کے ابتدائی اساتذہ میں سے تھے) دوسری شادی ہوئی (بارات لینے) ہوتی مردان کے مضافات میں گئے' والد صاحب بھی تھے' جمعہ کے دن (۴ رنومبر) میاں مسرت شاہ کاکا خیل اپنے دیگر رفقاء کے ساتھ تشریف لائے' دن بھر یہاں رہے' نماز جمعہ بھی یہیں پڑھی۔

دارالحدیث کے سامنے گیلری نما کمرہ بنانے کی تجویز: ہفتہ کے دن جناب شیر افضل خان تعمیر دارالعلوم کے معائنہ کی غرض تشریف لائے' دو تین گھنٹہ یہیں رہے۔ دارالحدیث کے سامنے برآمدے کے اوپر کمرہ بنانے کی تجویز دی' جو بوقت ضرورت دارالحدیث کے ساتھ گیلری اور تقریر سننے والوں کیلئے استعمال ہوگا' بڑی دلچسپی اور شوق سے کام کر رہے ہیں' جزاھم اللہ احسن الجزاء

ملکی وعالمی واقعات

کوئٹہ میں زلزلہ۔ پوپلزئی کی رہائی اور ترکی کے صدر کی آمد:

کوئٹہ میں رات ۳ بجے شدید زلزلہ آیا جس میں ۷ افراد ہلاک اور سینکڑوں مکانات منہدم ہوگئے۔ مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی وغیرہ رہا ہوگئے۔ اور ترکی کے صدر جلال بایا کراچی پہنچے۔ (۱۹۔۲۰ فروری ۵۵)

شیخ الادب مولانا اعزاز علی کی وفات: دیوبند میں حضرت شیخ الحدیث والتفسیر امام الادب والفقہ فخر الاماثل قدوۃ

اسلاف حضرت العلامہ الحاج الحافظ المولانا اعزاز علی امروہوی انتقال فرما گئے ۔انا لله وانا اليه راجعون فرحمه الله العلى العظيم يوم تبيض وجوه واجعل الجنه مثواه

ماکنت احسب قبل دفنك فی الثری ان الکواکب فی التراب تغیب

آپ والد ماجد کے استاد تھے' اور مشفق ومہربان آپ کی شفقت دوستی کی حد تک پہونچی تھی' افسوس کہ اس گوہر بے بہا' لعل گرانمایہ اور درخشندہ ستارے سے ہماری دنیا خالی ہوگئی ۔فالیٰ الله المشتکی والیه ماب (۸ مارچ ۵۵)

کتاب الروح اور حکیم عبدالرشید محمود کے مکتوبات ثلاثہ کا مطالعہ

۱۹ ستمبر ۵۵ یکم صفر ۱۳۵۵ھ: مردان کے مولانا سعدالدین کے ساتھ گفتگو ہوتی رہی' ان کے پاس علامہ ابن قیمؒ کی کتاب الروح'' دیکھی ۔ میں نے ان سے اس کتاب کے مطالعہ کی خواہش ظاہر کی تو فرمایا کہ میں اسے پڑھنے کے بعد بھیج دوں گا۔ ۹ بجے ان کی واپسی ہوئی دیگر مہمانان شوریٰ بھی آج رخصت ہو چلے ۔حکیم عبدالرشید محمود صاحب کے مکتوبات ثلاثہ جماعت اسلامی کے متعلق پڑھنے کا موقع ملا ۔کتاب علمی واخلاقی بلندی وبرتری کا بہترین نمونہ ہے۔

۲۰ ستمبر: آئندہ ہفتہ امتحانات شروع ہونے والے ہیں ۔امتحانی شیڈول لگا دیا گیا ہے۔ میرزاہد صدرا شرح عقائد کا امتحان تحریری ہونے کا اعلان لگا ۔لیکن حضرت الاستاد مولانا مفتی محمد یوسف صاحب نے میری خواہش پر میرزاہد اور شرح عقائد تقریری کر دیا۔

فلسفیانہ موشگافیاں: صدرا اور میرزاہد کے دروس امتحان کی تیاری کیلئے روک دئے گئے ۔شرح عقائد میں آج کل تقدیر' جبر واختیار کا معرکۃ الاراء ومحیر العقول مسئلہ زیر بحث ہے ۔اطمینان وسیری تشفی نہیں ہوئی' حضرت الاستاد نے آج جوش وجذبہ کے ساتھ درس دیا' جس میں تصوف کا پہلو نمایاں تھا' مولانا رومؒ کے اشعار بھی سنائے موضوع سے کچھ دور نکل گئے ۔شاید آگے تشفی ہو جائے کاش اس فلسفیانہ موشگافیوں کو ختم کر دیا جائے ۔موجودہ دور میں ان لایعنی مباحث سے کیا حاصل؟ آج خواہ مخواہ تین چار جھگڑے متجددین کی وجہ سے بھی مول لینے پڑے ۔خداوند کریم صحیح راستہ دکھلائے۔

البعث الاسلامی کے اجراء کی خبر اور مولانا ابوالحسن علی ندوی کے ساتھ عقیدت:

لکھنؤ سے الفرقان رسالہ آج مل گیا' مضامین بہترین ہیں اس میں ہندوستان سے مولانا ابوالحسن علی ندوی کی سرپرستی میں ایک عربی رسالہ ''البعث الاسلامی'' نکلنے کی خوشخبری بھی ہے ۔یکم اکتوبر کو یہ رسالہ لکھنو سے نکلے گا' عربی ادب کے ساتھ دلچسپی وشوق کی وجہ سے آج ہی وی پی بھیجنے کے لئے ادارہ کے نام خط لکھ دیا ہے تاکہ رسالہ جاری ہو جائے اس رسالہ کی خوبی اور کامیابی کیلئے میں مولانا ندوی کا نام ہی ضمانت سمجھتا ہوں۔ (۲۱ ستمبر)

الفلاح کے دوبارہ اشاعت کا آغاز اور انجام اخبار کا اجراء

الفلاح اخبار جو کہ خان عبدالغفار کی گرفتاری کے بعد بند ہو گیا تھا ۔دودن بعد دوبارہ شائع ہونا شروع ہوا'

کوئی خاص خبر نہیں ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ پشاور سے اجمل خٹک کی ادارت میں ایک روزنامہ انجام نکلنے والا ہے۔ امید ہے کہ دارالعلوم کے تعارف کیلئے اچھا ذریعہ ہوگا۔ کل امتحانات بھی شروع ہورہے ہیں۔ خداوند کریم بلا محنت کامیاب فرمائے۔ آمین۔

ون یونٹ کے بارے میں جلسہ

کل بدھ کے روز حکومت کی طرف سے ون یونٹ کی حمایت میں پیر معصوم شاہ وزیر ترقیات سرحد نے یہاں جلسہ وتقریر کی۔ لیکن لوگوں نے کوئی خاص دلچسپی نہ لی۔

انٹی ون یونٹ پر سرخ پوشوں کا جلسہ:

ظہر کے بعد سرخپوشوں کی طرف سے انٹی ون یونٹ کے سلسلہ میں جلسہ ہوا۔ خان امیر محمد خان، خان عبدالولی خان، اور ارباب عبدالغفور خان خلیل نے تقریریں کیں، جلسہ میں لوگوں کی کثرت تھی۔ (۳۰ ستمبر)

سیلاب کی تباہ کاری:

پنجاب میں شدید سیلاب آیا ہے، اخبارات اور ریڈیو میں یہ خبر نشر ہوئی کہ لاہور کا بہت بڑا حصہ زیر آب آیا، سیالکوٹ، ملتان وغیرہ کے علاقے بھی اکثر سیلاب کی تباہی سے دوچار ہیں۔ شامت اعمال ہے خداوند تعالیٰ رحم فرمائے۔ امین

ون یونٹ کی تشکیل: آج ون یونٹ کی آخر کار تشکیل ہوگئی اور حلف وفاداری لی گئی۔ (۱۶ را کتوبر را توار)

قاری سعید الرحمٰن کا سفر ہند اور قاری عبدالمالک سے استفادہ:

۲ رستمبر برادرم سعید مدظلہ (قاری سعید الرحمان مرحوم جامعہ اسلامیہ پنڈی) بخیر وعافیت لاہور سے واپس ہوئے۔ انہوں نے ایام تعطیلات میں ہندوستان جاکر (دارالعلوم) دیوبند (مظاہر العلوم سہارنپور) خانقاہ تھانہ بھون اور گنگوہ میں حاضری دی، لاہور میں قیام کے دوران قاری عبدالمالک صاحب سے علم قرأت میں بھی استفادہ کیا۔

شیخ الحدیثؒ کا سائل کو جواب: قربانی کا کفارہ اور مسافر وحاجی پر قربانی کا حکم:

کسی سائل کے جواب میں والد ماجد نے فرمایا قربانی کا وقت خاص (متعین) ہے، وقت گزر جانے کے بعد اس کا کفارہ رقم کی شکل میں تخمینہ لگا کر دیا جائے، سفر کے دوران مسافر پر قربانی نہیں، اگر کسی نے پھر بھی کی تو ثواب مل جائے گا لیکن لازم نہیں یہ رخصت اختیاری ہے۔ اور ایک رخصت اسقاط ہوتا ہے، مثلاً صلوۃ قصر اگر کسی نے یہ نہیں کیا تو گناہ ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہے، کوئی حاکم کسی رعیت کو تحفہ دے اور وہ قبول کرنے میں پس وپیش کرے تو یہ باعث عتاب ہوتا ہے، حج کی قربانی (مفرد نے) کی تو فبھا (اچھی بات ہے) ورنہ تو (نہ کرنے پر) فلا باس بہ (کوئی گناہ نہیں) اگر حاجی قارن ومتمتع ہو تو پھر اس پر فضل خداوندی کے طفیل قربانی (دم شکر) واجب ہے

(ذی قعدہ ۱۳۷۴ھ جولائی ۵۵ء)

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب

عالم میں قیام امن کے چھ بنیادی اصول

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمان الرحیم ۔ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ (سورۃ النحل ۔ ۹۰)

''اللہ تعالیٰ عدل اور احسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور برائی و بے حیائی اور ظلم وزیادتی سے منع کرتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سبق حاصل کرلو۔''

وعن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما عن النبی ﷺ قال لیس الواصل بالمکافی ولکن الواصل اذا قطعت رحمه وصلها ۔(رواه البخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ سردار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں جو برابری کا معاملہ کرے یعنی دوسرے کا اچھا سلوک کرنے پر اس سے اچھا برتاؤ کرے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے جو دوسرے کے قطع رحمی کرنے پر بھی (اس کے ساتھ) صلہ رحمی کرے۔

قرآن کی جامعیت:

محترم حاضرین میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی مختصر مگر جامع آیت کریمہ تلاوت کی، ویسے تو قرآن ایسا عظیم اور معجز کلام ربانی ہے کہ اس کے ہر لفظ' آیت کے مفہوم ومعانی اتنے عمیق اور گہرے ہیں کہ ایک ایک آیت میں معرفت وحکمت کے اتنے خزائن موجود ہیں کہ ان سب کا احاطہ کرنا یا شمار کرنا کسی انسان کے بس میں نہیں' قیامت تک عاشقان قرآن' محققین ومفسرین اپنے اپنے علم کے مطابق دنیا بادشاہوں کے بادشاہ کے اس عالمگیر خزانہ میں عرق ریزی اور جانفشانی سے تتبع واستقرا اور تحقیق کے سلسلے جاری رکھیں گے' مگر پھر بھی اس کی تہہ میں جو رموز واسرار موجود ہیں' اُن تک کماحقہ رسائی اور حق ادا نہیں ہوسکتا' کیونکہ اس کتاب میں تا قیامت پیش آنے والے معاملات کا حل موجود ہے۔

ایک جامع آیت:

اس کے باوجود مفسرین کرام کا فرمانا ہے کہ جو آیت میں نے خطبہ کے ابتداء میں تلاوت کی یہ قرآن کریم کی جامع ترین آیت ہے۔ جیسے ہمارے ہاں ضرب المثل ہے ''سمندر کو کوزے میں بند کرنا'' اس میں تمام اسلامی تعلیمات کو

جمع کیا گیا ہے' یہی وجہ ہے' سلف صالحین سے آج تک یہ سلسلہ جاری ہے جمعہ وعیدین کے خطبات میں یہ آیت تلاوت کی جاتی ہے گویا یہ آیت دین کا خلاصہ ہے امام قرطبیؒ نے اس آیت کی جامعیت کو بیان کرتے ہوئے عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ھذا اجمع آیۃ فی القرآن لخیر یمتثل ولشر یجتنب

یہ قرآن مجید کی ایک ایسی جامع آیت ہے جس میں ہر اس خیر و نیکی کا ذکر ہے جس کے کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے' اور ہر وہ شر اور برائی مذکور ہے جس سے مالک کائنات نے منع فرمایا ہے' اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید پورا کا پورا عالم انسانیت کی اصلاح' رہنمائی اور زندگی کو صحیح طریقے سے گزارنے کیلئے نازل فرمایا' جیسے کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس کی ہر آیت ہدایت اور حکمت سے بھری ہوئی ہے جس پر عمل کر کے انسان دنیا و آخرت کی کامیابی سے ہمکنار اور فلاح حاصل کر سکتا ہے' اسی لئے ہر خطبہ کے اختتام میں اس آیت کی تلاوت کرنے میں مخاطبین کو یہ یاد ہانی کرائی جاتی ہے' کہ اپنی اور معاشرہ کی اصلاح اور کامیابی کیلئے ضروری ہے کہ اس آیت میں ذکر کردہ احکامات پر عمل کیا جائے۔

امن وسلامتی کے ضامن چھ امور:

کلام مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ اس آیت کے ضمن میں چھ اہم امور کا ذکر فرما رہا ہے جس میں تین باتیں وہ ذکر فرمائیں جن پر عمل کرنا لازمی ہے اور تین امور ایسے مذکور ہیں جن سے محفوظ رہنا یعنی بچنا ضروری ہے اگر ان چھ ارشادات پر آج مکمل طور پر عمل کیا جائے تو آج کی دنیا جو ہماری لاپرواہی اور بداعمالیوں کیوجہ سے جہنم کا منظر پیش کر رہی ہے' دنیا میں امن وسلامتی کا دور دورہ ہوتا' تمام مصائب' مشکلات ختم ہوتے' دنیا بھی جنت کے امن وسکون اور سلامتی کی ایک چھوٹی سی جھلک میں تبدیل ہوسکتی ہے۔

عدل:

معزز سامعین سب سے پہلی بات جو اس آیت کریمہ میں ذکر ہے' وہ عدل ہے جو عام طور پر برابری اور انصاف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے' اس کا مفہوم جو مفسرین کرام نے ذکر کیا ہے' وسیع ہے۔ اصل معنی تو برابری ہے مگر اس لفظ کو استعمال کرنے والے کی نیت کے مطابق اس کا مفہوم بھی بدل جاتا ہے' جیسے ایک معنی ومفہوم یہ کہ انسان اپنے نفس اور اپنے رب کے درمیان عدل کرے یعنی اللہ کے حقوق کو اپنے نفس پر مقدم کر کے اللہ کی رضا کو تمام خواہشات پر ترجیح دے۔ دوسرا معنی یہ کہ آدمی اپنے نفس کے ساتھ عدل کا معاملہ کرے یعنی اپنے نفس کو ایسے تمام اعمال سے بچائے' جس میں اس کی جسمانی یا روحانی ہلاکت ہو' تیسرا معنی عدل اپنے آپ اور تمام مخلوقات کے درمیان ہے' یعنی بندہ تمام مخلوق سے خیر اور ہمدردی کا معاملہ کرے کسی بھی معاملہ میں کسی سے بھی خیانت نہ کرے بلکہ اپنے دینی بھائی کیلئے بھی وہ چیز پسند کرے جو اپنے لئے چاہے' جو اپنے لئے ضرر کا باعث سمجھے اپنے بھائی کے لئے بھی وہ مضر سمجھے۔

حضور ﷺ کے اس ارشاد کا اپنے آپ کو نمونہ بنائیے۔

وعن انسؓ قال قال رسول الله ﷺ والذی نفس بیده لایؤمن عبد حتی یحب لاخیه مایحب لنفسه (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے اختیار میں میرا نفس ہے کوئی بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی چیز نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔

یعنی کسی بھی مخلوق کو قول یا فعل سے ضرر نہ پہونچائے۔ خلاصہ یہ کہ عدل میں عقیدہ کا اعتدال‘ اخلاق کا اعتدال اور عمل کا اعتدال‘ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ اللہ وحدہ لاشریک ہے‘ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنا خالق‘ مالک‘ رازق‘ نفع نقصان پہونچانے والا اور معبود مانے۔ اللہ کی ذات وصفات میں کسی بھی دوسرے شخص یا چیز کو شریک نہیں ٹھہرائے۔ اگر اس عقیدہ پر پختہ قائم نہ ہو تو یہ شخص عدل پر قائم نہیں بلکہ اسے عادل کی بجائے ظالم کے نام سے پکارا جائے گا۔ ارشاد باری ہے "ان الشرك لظلم عظيم" یعنی شرک سب سے عظیم ظلم ہے۔

احسان

اس آیت میں دوسرا حکم ''احسان کا دیا گیا۔ احسان کا معنی ''اچھا کرنے کے ہیں‘ اس کی دو قسمیں ہیں‘ ایک یہ کہ فرد اپنے اخلاق‘ افعال اور عادات کو اپنی ذات میں اچھا اور مکمل کرے۔ دوم یہ کہ دوسرے کے ساتھ اچھا معاملہ کرے‘ مفسرین حضرات کی رائے یہ کہ اس آیت میں احسان کا لفظ عام مفہوم میں استعمال ہوتا ہے‘ کسی کام کو اپنی ذات میں اچھا کرنا اور عبادات‘ اعمال اخلاق اور معاملات کو اچھے طریقے کے نبھانا۔ حدیث جبرائیل میں احسان بمعنی ''عبادت کو اچھا کر'' استعمال ہوا۔

ارشاد نبوی ہے: ان تعبدالله کا نك تراه‘ یعنی اللہ کی عبادت اس طرح (خشوع خضوع) کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو‘ اگر بالفعل اس طرح استحضار کا یہ درجہ حاصل نہ ہو سکے تو کم از کم اتنا یقین تو ہر عبادت گزار کو ہونا چاہیے کہ رب العالمین اس کے عمل کو دیکھ رہے ہیں۔ الغرض لفظ احسان کے اندر عبادات کا احسان‘ تمام اعمال‘ اخلاق اور عادات کا احسان سب شامل ہیں‘ نیز تمام مخلوقات کے ساتھ اچھا سلوک کرنا بھی داخل ہے خواہ وہ انسان ہو یا حیوان‘ مسلم ہو یا کافر۔

امام الانبیاء ﷺ کا فرمان ہے:

وعن انس رضی الله عنه عبداللهؓ قالا قال رسول الله ﷺ الخلق عیال الله فاحبُّ الخلق الی الله من احسن اِلیٰ عَیَالِه روی البیهقی

ترجمہ: حضرت انسؓ اور حضرت عبداللہؓ دونوں آنحضرت ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ نے فرمایا (تمام) مخلوق اللہ کا کنبہ۔ لہٰذا خدا کے نزدیک مخلوق میں بہترین وہ شخص ہے جو خدا کے کنبے

کے ساتھ احسان وحسن سلوک کرے۔

عیال سے مراد متعلقین ہیں اور اس کا اطلاق ان افراد پر ہوتا ہے جن کی پرورش' کھانا' پینا اور اس کے تمام ضروریات زندگی اس کے ذمہ ہوں' اس صورت میں عیال کی نسبت اللہ کے سوا ماں' باپ یا اعزہ واقارب کی طرف مجازی ہے' اللہ کی طرف نسبت حقیقی ہے کیونکہ رزاق مطلق تو اللہ کی ذات ہے' اسی حقیقی رازق ومالک کا ارشاد ہے: وما من دابة فی الارض الاعلی الله رزقها ہر زمین پر چلنے والے کا رزق اللہ کے ذمہ ہے' زمین پر چلنے والا خواہ انسان ہو حیوان ہو۔ حشرات الارض ہوں یا سمندر و دریا میں بسنے والی مخلوقات ہوں' ان میں کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ نہ ہو۔ بقول امام قرطبیؒ جس شخص کے گھر میں اس کی بلی کو خوراک اور ضروریات نہ ملیں اور جس کے پنجرے میں بند پرندوں کی پوری خبر گیری نہ ہوتی ہو' وہ جتنی عبادت کرے اس کا شمار محسنین میں نہیں ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے تو جانور کو ذبح بھی احسن طریقے سے کرنے کا حکم دیا۔ ارشاد ہے:

وعن شداد بن اوس عن رسول الله ﷺ قال ان الله تبارك وتعالیٰ كتب الاحسان علی كل شئی فاذا قتلتم فاحسنوا القتلة واذا ذبحتم فاحسنو الذبح وليحد احدكم شفرته وليرح ذبيحة (رواه مسلم)

''حضرت شداد ابن اوس رسول کریم ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنے کو لازم کیا ہے' لہٰذا (جب کسی شخص کو قصاص یا حد کی سزا میں) قتل کرو تو اس کو نرمی وخوبی سے قتل کرو (یعنی اس کو بے جا تکلیف نہ دو آلہ قتل کو تیز کردو۔ اور اسے مارنے میں جلدی کرو) اور جب تم کسی جانور کو ذبح کرو تو خوبی اور نرمی سے ذبح کرو۔ خوبی اور نرمی کا مطلب ذبح کرنے والا آلہ ایسا استعمال کرو تاکہ فوراً ذبح ہوکر مزید اذیت سے بچ جائے۔''

رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی

تیسرا حکم اس مذکورہ آیت میں جو دیا گیا وہ ایتائَ ذی القربیٰ کا ہے۔ مطلب یہ کہ رشتہ دار کو اس کا حق دینا' اس میں رشتہ دار اگر مالی حیثیت سے کمزور ہے' اسکا مالی امداد کرنا بھی شامل ہے' جسمانی ضرورت بھی' مثلاً بیمار پرسی اور خبر گیری اور زبانی تسلی وہمدردی کا اظہار بھی ''ایتاء ذی القربیٰ'' کے زمرہ میں آتا ہے۔

اس سلسلہ میں رہبر ورہنما ﷺ کے فرمودات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

وعن انسؓ قال قال رسول الله ﷺ من احب ان يبسط له فی رزقه وينساله فی اثره فليصل رحمه (بخاری ومسلم)

''حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی آجائے

میں بہت متفکر تھے' جس نے چوری کی تھی' حضورﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا' قریشی صحابہ نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس عورت کے مقدمہ میں کون شخص آنحضرتﷺ سے گفتگو یعنی سفارش کرسکتا ہے۔ فیصلہ صحابہؓ نے یہ کیا کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ سے حضورﷺ کو بہت محبت ہے' اس لئے اسامہؓ کے علاوہ اور کوئی آنحضرتﷺ سے سفارش کی جرات نہیں کرسکتا۔ حضرت اسامہ صحابہؓ کی بات مان کر حضورﷺ کی خدمت میں اس عورت کے بارہ میں سفارش کی۔ عدل وانصاف کے علمبردار آنحضرتﷺ نے اسامہؓ کی بات سن کر فرمایا کہ تم اللہ کی حدود میں ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو اور پھر آپﷺ نے کھڑے ہو کر تقریر فرمائی' حمد وثناء کے بعد فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان کو اسی چیز نے ہلاک کردیا کہ ان میں سے اگر شریف آدمی یعنی دنیوی عزت یا مال واقتداء اور طاقتور چوری کرتا تو وہ اسے سزا دیئے بغیر چھوڑ دیتے اور اگر ان میں سے کوئی کمزور وغریب فرد چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے۔ (فرمایا) قسم ہے اللہ کی اگر فاطمہؓ جو میری بیٹی ہے چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں۔ مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرتﷺ نے اس مخزومی عورت کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے کر اپنا پہلا والا حکم برقرار رکھا' ایک اور جگہ آنحضرتﷺ نے فرمایا جو سزا شریعت میں مقرر ہو اس میں سفارش کرنے والا خدا کے حکم کی مخالفت کرنے والا ہے' عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اکرمﷺ نے فرمایا' جس شخص کی سفارش اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے درمیان حائل ہو کر رکاوٹ بنے' گویا اس نے اللہ تعالیٰ سے ضد کی اور اس کے حکم کی مخالفت کی کیونکہ اللہ کا حکم سزا دینے کا ہے اور یہ شخص اللہ کے حکم اور مجرم کو سزا دینے میں حائل ہو جاتا ہے۔ ارشاد نبویﷺ کے مطابق حاکموں اور ارباب اقتدار کا فریضہ ہے کہ وہ مظلوم کا حق ظالم سے لے کر مظلوم کی دادرسی کریں۔

عادل حکمران خدا کی رحمت کا سایہ:

عن ابن عمرؓ ان رسول اللهﷺ قال ان السلطان ظل الله فی الارض یاوی الیه کل مظلوم من عباده فاذا عدل کان له الاجر وعلی الرعیة الشکر واذا جار کان علیه الاصر وعلی الرعیة الصبر (روی البیهقی)

''ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رحمۃ دو عالمﷺ نے فرمایا بادشاہ روئے زمین پر اللہ کا سایہ ہے' جس کے سایہ کے نیچے بندوں میں سے مظلوم بندہ پناہ حاصل کرتا ہے۔ لہٰذا جب بادشاہ عدل وانصاف کرتا ہے تو اس کو اجر ملتا ہے اور رعایا پر لازم ہے کہ اس کا شکر ادا کریں اور جب وہ ظلم اور زیادتی کرتا ہے تو وہ گناہگار اور رعایا پر صبر لازم ہوتا ہے۔''

اللہ کا سایہ نہیں بلکہ اس میں یہ تشبیہ ہے کہ جس طرح لوگ سایہ میں بیٹھ کر گرمی کی حرارت سے محفوظ رہتے ہیں' اسی طرح عادل بادشاہ کے عدل کی وجہ سے رعایا ظلم وجبر کی گرمی سے راحت حاصل کرتے ہیں۔ ان دو تین احادیث

کی روشنی میں آپ کو اندازہ ہوا ہوگا۔

مروجہ عدالتی نظام کی خرابیاں:

اسلام جیسے عادلانہ اور انصاف پر مبنی نظام کی مثال نہ ہمارے جیسے پسماندہ ممالک میں ہے' اور نہ وہ جو ممالک جو ترقی یافتہ ہونے کا دعوی کرتے ہیں' ان میں ہے۔ شومئ قسمت کہ آج غریب و نادار شخص اور اسکے کئی نسل اپنے حق کے حصول کے لئے سالوں عدالتوں کے چکر لگانے کے بعد عدل وانصاف کی حسرت دل میں لے کر منوں مٹی میں دفن ہو جاتا ہے' اور دنیوی جاہ وجلال کے نشہ میں مست' صاحب اقتدار' مال و دولت کے پجاری اور اشرافیہ طبقہ کے دعوی کا فوراً فیصلہ ہو جاتا ہے اگر اس کا دعویٰ غلط بھی ہو فیصلہ اسی کے حق میں ہو جاتا ہے۔ کمزور وغریب پر اگر جرم کا شبہ ہو لمحوں میں اسے گرفتار کر کے پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے' اس کے مقابلہ میں اگر طاقتور دن کی روشنی میں جرم کرے اس کی گرفتاری سے پہلے ضمانت قبل از گرفتاری ہو کر اس سے تفتیش کرنے کی زحمت بھی نہیں کی جاتی۔ جس غریب کا ابھی جرم ثابت نہیں ہوا اس کو مختلف سزاؤں سے گزار کر ہر قسم کے جرم کے اقرار پر مجبور کیا جاتا ہے۔ ظلم وجبر اور ظاہری شوکت وعزت والا سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں جرم کا ارتکاب کرے اس کے ساتھ وی آئی پی کا سلوک کرنا تو ہمارے ہاں ایسا معمول بن گیا ہے جس کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا مختصر یہ کہ موجودہ عدالتی نظام میں مستحق کو اپنا حق ملنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ اس دور میں انصاف ملتا نہیں بلکہ بکتا ہے' جس کی بولی زیادہ ہو فیصلہ بھی اسی کے حق میں کرنا' اس نام و نہاد ترقی یافتہ معاشرہ کے ارباب اختیار اپنا استحقاق سمجھتے ہیں۔ کاش ہمارا ملک جو خالصتۃً اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اس میں عدل محمدیؐ رائج ہوتا۔ تو نہ امیر وغریب کے درمیان فرق ہوتا اور نہ غریب عدالتی نظام سے مایوس ہو کر آپس میں قتل وقتال کے کٹھن مراحل سے گزرتے۔

فحشاء کے معنی میں عموم ہے:

فحشاء سے مراد وہ بے حیائی کی باتیں یا کام جن کا مقصد شہوت' حیوانیت اور دیگر گناہوں کی زیادتی ہو' ان کی مذمت کرتے ہوئے امام الانبیاء نے فرمایا۔

> عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لایزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن ولایسرق السارق حین یسرق وھو مومن ولایشرب الخمر حین یشربھا وھو مومن ولاینتھب نھبۃ یرفع الناس الیہ فیھا ابصارھم حین ینتھبھا وھو مؤمن ولایغل احدکم حین یغل فایاکم وایاکم (بخاری ومسلم)

''حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا۔ زانی جس وقت زنا کرتا ہے'

مومن نہیں ہوتا' شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں ہوتا اور ڈاکو ڈاکہ ڈالتے وقت جب لوگ اس کی طرف دیکھ رہے ہوں مومن نہیں ہوتا' اور تم میں کوئی بوقت خیانت مومن نہیں ہوتا۔ پس ان اعمال سے بچو آپ ﷺ نے تاکید کے لئے دو بار فرمایا ان چیزوں سے بچو۔ اس شدت سے منع کرنے سے آپ ﷺ نے بے حیائی کا ہر دروازہ بند فرمایا جس سے دُنیا کا امن تہہ وبالا ہو کر بے دینی' فساد اور بدامنی بڑھ سکتی ہے۔''

دوسری روایت میں آپ ﷺ نے اس سے بھی چھوٹی باتوں سے منع فرمایا

عن معاذؓ قال قال رسول الله ﷺ اتقوا لملاعن الثلثه ' البرازفی الموارد وقارعة الطريق والظل (ابوداؤد ونسائی)

''حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تین چیزوں سے بچو' گھاٹ' ندی وتالاب وغیرہ کے کنارے' پانی پینے کی جگہ' عام راستہ' سایہ دار جگہ' پاخانہ کرنا''

چونکہ ان جگہوں میں پیشاب کرنے سے عام لوگوں کو تکلیف ہوگی' اور اس غیر مناسب کام پر لوگ لعنت' ملامت کا اظہار کریں گے' یہ معمولی قسم کی بے حیائی' نامناسب اور منکر کا ارتکاب ہے تو آپ نے ان امور سے بھی منع کر کے واضح کر دیا کہ اسلام میں معمولی قسم کی بے حیائی کی اجازت نہیں چہ جائیکہ' زنا' سود' رشوت' جھوٹ' چوری ڈاکہ 'لوٹ کھسوٹ وغیرہ کی گنجائش ہو' اگر ان ممنوعہ امور سے معاشرہ کو پاک رکھا جائے' تو پھر اللہ بے انتہاء رحمتوں کا نزول فرمائے گا اور ہر طرف امن وامان خوشحالی واطمینان کا راج ہوگا۔

لعن طعن بھی فحشاء میں داخل ہے:

ایک فرمان میں آنحضرت ﷺ نے مومن کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا:

عن ابن مسعودؓ قال قال رسول الله ليس المومن بالطعان ولاباللعان ولاالفاحش ولاالبذی (رواه الترمذی)

''عبداللہ بن مسعودؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کررہے ہیں' کہ آپ نے فرمایا مومن طعنہ دینے والا نہیں ہوسکتا' نہ دوسرے پر لعنت بھیجنے والا نہ فحش گو اور نہ بے ہودہ بکنے والا''

وجہ یہ کہ یہ مذکورہ تمام کام بے حیائی کے زمرہ میں شامل ہیں۔

سرکشی اور بغاوت:

تیسری چیز جس سے آیت کریمہ میں منع فرمایا گیا ہے' وہ بغی ہے جس کا مطلب سرکشی ہے۔ سرکشی کر کے حد سے نکل جانا' درندوں کی طرح ظلم تعدی پر آمادہ ہو کر کھانے پھاڑنے کو دوڑنا اور غیروں کی جان ومال عزت وآبرو کو پامال کرنے کیلئے بلاوجہ دست درازی کرنا' آج کا ہر انسان اپنے ماتحت پر ظلم وزیادتی کرتا رہتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ مالک اپنے نوکر پر' آقا غلام پر' طاقتور کمزور پر' قوی ضعیف پر اور بادشاہ اپنی رعایا پر ظلم وستم کرتا ہے' اس بارے میں

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی سنانا چاہتا ہوں۔

عن ابن عمر قال سمعت رسول الله يقول من ضرب غلاماله حداً لم يأته اولطمه فان كفارته ان يعتقه (رواه الترمذی)

''حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے غلام کو کسی ایسی چیز کی وجہ سے مارے جو اس نے نہیں کیا یا اس کو چپت مارے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کردے''

قتل ناحق بہت بڑا جرم

حضور اقدس ﷺ ظلم کی ادنیٰ قسم یعنی بلا وجہ چپت برداشت نہیں کرسکتے چہ جائیکہ لوگوں کے اموال اسباب پر ڈاکہ ڈالا جائے یا بلا وجہ کسی کو قتل یا زخمی کردیا جائے ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وعن عبدالله بن عمرؓ ان النبی ﷺ قال لزوال الدنيا اهون على الله من قتل رجل مسلم (رواه ابن ماجه)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پوری دنیا کا زوال اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان شخص کے قتل سے زیادہ معمولی ہے۔''

قتل مومن کا بھیانک انجام:

ایک اور حدیث میں اس سے بھی زیادہ زور دے کر فرمایا:

وعن ابی سعيد وابی هريرةؓ عن رسول الله ﷺ قال لوان اهل السماء والارض اشتركوا فی دم مؤمن لاكبهم الله فی النار (رواه ترمذی)

''حضرت ابوسعیدؓ اور حضرت ابوہریرہ آپ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں اگر تمام آسمان اور تمام زمین والے ایک مؤمن کے خون میں شریک ہوں تو ان سب کو اللہ اوندھے منہ جہنم میں پھینکے گا۔''

کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ اس ملک میں سینکڑوں بے گناہ لوگوں کی جان نہ لیجا رہی ہو علماء قتل ہو رہے ہیں' عوام قتل ہو رہے ہیں' مگر افسوس کی بات ہے کہ قاتل کا سراغ نہیں ملتا' اسلام تو ایک ایسا مذہب ہے' جس میں جانوروں پر بھی ظلم کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ قال لاتتخذوا اشياء فيه الروح عرضاً (متفق عليه)

''حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جاندار چیز کو نشانہ نہ بناؤ''

رب العزت مجھے اور آپ سب کو اس آیت میں جو مامورات ہیں اس پر عمل کی توفیق دے اور جو جرائم ذکر ہیں ان سے محفوظ رکھے۔ آمین

جناب سید حنیف رسول کاکاخیل*

الہلال: بیسویں صدی میں پہلی اَذانِ حریت

(بسلسلہ جشن صد سالہ ''الہلال'' 1912ء تا 2012ء)

بیسویں صدی کی دوسری دھائی ہندستان کی قومی تاریخ میں جہاد حریت کے حوالے سے ایک اہم موڑ ثابت ہوئی۔ اس دھائی کے دوسرے سال ۱۹۱۲ء میں مولانا ابوالکلام آزادؒ نے اپنا ہفتہ وار اخبار الہلال کلکتہ سے جاری کیا۔ اس پرچے کا اجراء اس لحاظ سے بھی ایک تاریخ ساز کام ثابت ہوا کہ ہندستان میں برطانوی استعمار کے خلاف اتنی بھرپور آواز اس سے پہلے کہیں سننے میں نہیں آئی تھی۔ درحقیقت سرسید کی تحریک کے سیاسی اثرات نے مسلمانوں کو عمومی زندگی میں برطانوی استعمار کا آلۂ کار بنا دیا تھا۔ الہلال نے مسلمانوں کے اس کردار پر شدید وار کیے۔

الہلال کی دعوت دو انتہائی اہم مقاصد کے حصول کے لیے تھی۔ پہلا مقصد مسلمانوں کے سیاسی جمود کو ختم کر کے ان میں سیاسی بیداری پیدا کرنا تھا۔ دوسرا مقصد دین کا حرکی اور عملی تصور جسکا منبع قرآن اور صرف قرآن تھا۔ الہلال کو اپنے دونوں مقاصد میں مکمل کامیابی حاصل ہوئی۔ سیاسی طور سے الہلال نے مسلمانوں کو آزادی کی قومی تحریک کا راستہ دکھایا اور انھیں انگریزوں کی کاسہ لیسی اور انکی غلامی پر فخر کے رویوں سے منحرف کیا۔ الہلال کے استعمار دشمن اثرات اتنے واضح اور تیز تھے کہ مسلمان جوق در جوق کانگرس کی قومی تحریک میں شامل ہوتے گئے۔ تا آنکہ استعمار نے صدی کی تیسری دہائی میں اپنے منصوبوں سے ہندستان کی عمومی اتفاق اور اتحاد کی فضا میں فرقہ واریت کا زہر گھول دیا۔ معروف مؤرخ اور دانشور محمد فاروق قریشی نے مسلم فرقہ پرستی اور اس کے نتائج کا تجزیہ کرتے ہوئے الہلال کے عظیم الشان کردار کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

> '' سرسید احمد خان نے ہندوؤں کی عددی اکثریت کا ہوا کھڑا کر کے مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے اور خود اعتمادی سے محروم بنانے کی جو تخم ریزی کی تھی ''الہلال'' نے اس تصور کو پاش پاش

* لیکچرار ایڈورڈ کالج پشاور

کرنے میں بڑا کامیاب کردار ادا کیا۔ یہ "الہلال" کی دعوت اور تعلیم کا اعجاز تھا کہ مسلمانوں نے کانگریس میں دلچسپی لینا شروع کیا اور کانگریس کے ۳۵ ویں سالانہ اجلاس ناگپور (۱۹۲۰ء) میں ۱۵۸۲ ڈیلی گیٹس شریک ہوئے، جن میں مسلمان ڈیلی گیٹس کی تعداد ۱۰۵۰ تھی۔ تحریک عدم تعاون (۲۲۔۱۹۲۰ء) میں بیس ہزار افراد نے رضا کارانہ گرفتاریاں پیش کیں جن میں مسلمانوں کی تعداد آٹھ ہزار تھی۔ تحریک نمک سازی میں ۸۰۰۰۷ افراد کو سزائیں ہوئیں ان میں تیرہ ہزار مسلمان بھی شامل تھے۔ برطانوی استعمار اور فرقہ پرستوں کے لئے اتحاد و اتفاق کی سیاسی فضا تباہ کن تھی چنانچہ اس کے خلاف سازشوں کا نیا دور شروع ہوا اور سیاسی حالات کو پھر وہیں لا کھڑا کیا۔ انتشار نفاق اور نفرت و حقارت کی خوب خوب آبیاری کی گئی جس نے تناور درخت کی شکل اختیار کر لی۔ مسلمانوں کی اکثریت خوف کا شکار ہوگئی اور ہندوؤں کی عددی اکثریت کا بھوت ان کے سر پر پھر سے سوار کر دیا گیا(۱)۔

مولانا نے الہلال کے ذریعے مسلمانوں کے جامد مذہبی تصور پر بڑی شدت سے وار کیا اور انہیں مذہب کے قرآنی تصور سے آگاہ کیا۔ الہلال کی دعوت کا یہ قرآنی پہلو اتنا نمایاں اور منفرد تھا کہ وقت کے بڑے بڑے علماء اس حقیقت کو ماننے لگے تھے کہ مولانا نے انہیں قرآن کے بھولے ہوئے سبق کو یاد دلایا۔ مولانا آزادؒ نے مسلمانوں کی مذہبی بیداری میں بھی بہت اہم کردار ادا کیا مولانا نے مسلمانوں کو اس حقیقت سے روشناس کرایا کہ مذہب صرف چند جامد عقاید اور رسمیات کا نام نہیں بلکہ یہ ایک پیہم عمل اور جد وجہد کا نام ہے۔ یہ جہاد زندگی کا دوسرا نام ہے۔ مولانا نے اس جہاد کا نعرہ ایک ایسے وقت میں بلند کیا جب انکی اپنی بد بخت اور سر بوں طولع قوم "ملکی ترقی کے لیے ایک روک، ملک کی فلاح کے لیے ایک بد قسمتی راہ آزادی میں سنگِ گراں، حاکمانہ طمع کا کھلونا دستِ اجانب میں بازیچہ لعب، ہندستان کی پیشانی پر ایک گہرا زخم اور گورنمنٹ کے ہاتھ میں ملک کی امنگوں کو پامال کرنے کے لیے ایک پتھر (بنی ہوئی تھی) یہ قابل رحم مگر مسور انسانوں کا ایک گلہ تھا جسکے ہر فرد کو کسی زبردست کاہن نے اپنے منتر سے جانور اور غلامی کو مخر جانتے تھے یہ ایک ایسا گروہ تھا جسے نوآبادیاتی نظام نے اس حد تک مسخ کر دیا تھا کہ اس میں انسانی سطح پر زندگی بسر کرنے کا کوئی شعور باقی نہ رہا تھا یہ نیم انسانوں کا ایک ایسا اجتماع تھا جو سوچ اور عمل سے یکسر محروم تھا گویا وہ ایسا معمول تھا جو "مسمریزم کے ارادہ پر زندہ ہو، ایک وجود شل، جو صرف زمین کے لیے بار ہو، ایک درخت، جو حرکت کے ہوا کا منتظر ہو، ایک پتھر جو کسی ذی روح کے بغیر حرکت دیے ہل نہ سکتا ہو اور سب سے آخر یہ کہ ایک بدبختی کا داغ جو انسانوں کی پیشانی پر ہو۔(۲)

الہلال مولانا ابوالکلام آزادؒ کے سیاسی پروگرام کا نقطۂ آغاز تھا۔ ہندستان کی قومی تاریخ میں جب بھی آزادی ترقی پسندی، مذہبی رواداری، اور روشن خیالی کا ذکر آئے گا۔ الہلال کا ذکر اسکے ساتھ ساتھ ہوگا۔ الہلال نے بیسویں صدی

کے مسلمانوں کی قومی زندگی میں ایک ایسے مرتاض کی حیثیت اختیار کی تھی جس نے مسلمانوں کی ذہنی پسماندگی اور ژولیدہ فکری جیسے کہنہ امراض کی تشخیص اور علاج کے لیے ایک تیر بہدف نسخہ تجویز کیا۔ الہلال نے پہلے تو مسلمانوں کے عوارض کا پتہ چلایا اور بتایا کہ مسلمانوں میں سیاسی آزادی کے ولولے کیوں نہیں ابھرے؟ ایثار و قربانی کا جذبہ کیوں مفقود تھا؟ علماء مذہب کی حقیقی روح سے کیوں بیگانہ تھے اور قوم برطانوی استعمار کے ہاتھوں میں کیوں کھلونا بنی تھی (۳)۔

الہلال کی دعوت قربانی اور جدوجہد کی دعوت تھی۔ مولانا سب سے پہلے خود اس قربانی کے لیے تیار ہوئے۔ اسکے بعد قوم کو برطانوی استعمار کے خلاف بغاوت پر اُکسایا۔ الہلال کی دعوت انقلاب اور آزادی کا نقطۂ آغاز تھا۔ مولانا کے نزدیک اسلام آزادی اور حریت کا ایک عالمگیر پروگرام تھا۔ بقول ڈاکٹر تاراچند (الہلال) ایک کوہ آتش فشاں کے پھٹنے کے مشابہ تھا۔ جو فضائے آسمانی میں آگ ہی آگ پھنکتا ہے اور زمین کے کل جغرافیائی رقبہ کو پگھلے ہوئے لاوے سے بھر دیتا ہے۔ مایوس مسلمانوں کو اپنی حکومت کا رونا رو رہے تھے جمود سے نکال کر انکے دلوں کو عزم و حوصلے سے بھر کر ان لوگوں کے حُسن ظن اور اعتماد پر بھی ضرب کاری لگائی جو مراعات حاصل کرنے کیلئے حکمرانوں پر بھروسہ کرتے تھے'' (۴)

الہلال کے سیاسی اور فکری اثرات اتنے دیرپا تھے کہ ہندستان کی سیاسی و قومی زندگی میں بعد میں آنے والی تحریکوں اور واقعات کے سلسلے میں جب بھی جدوجہد قربانی، اور ایثار کا ذکر آتا الہلال کا ذکر اسکے ساتھ لازم ہوتا۔ بقول محمود انصاری '' تحریک آزادی کی تائید کرنے والے بعض اخبار برسہا برس شائع ہوتے رہے لیکن وہ جدوجہد آزادی پر اس حد تک اثر انداز نہیں ہوسکے جس قدر کہ یہ دونوں رسائل (الہلال ، البلاغ) جو مشکل سے چار، پانچ سال تک شائع ہوتے رہے۔ تحریک آزادی کے آخری دور میں یہ جرائد شائع ہوتے رہتے تو شاید یہ کہا جاسکتا تھا کہ ان کی مقبولیت تحریک آزادی کے کامیابی کی قربت کے دوران عوام میں پیدا جوش و خروش سے وابستہ تھی لیکن یہ رسائل تو اس وقت تک تحریک آزادی کی تاریخ کا جزو بن چکے تھے'' (۵)

الہلال کے ان دیرپا سیاسی اور فکری اثرات کے حوالے سے مولانا آزادؒ خود اپنے مشہور عدالتی بیان میں فرماتے ہیں:
'' میں نے ۔۔۔ الہلال کے ذریعے مسلمانوں کو یاد دلایا تھا کہ آزادی کی راہ میں قربانی و جاں فروشی ان کا قدیم اسلامی ورثہ ہے ۔۔۔ ان کا اسلامی فرض یہ کہ ہندستان کی تمام جماعتوں کو اس راہ میں اپنے پیچھے چھوڑ دیں۔'' ۔۔۔ میں اس جرم سے کیوں انکار کرسکتا ہوں کہ جب کہ میں ہندستان کی اس آخری اسلامی تحریک کا داعی ہوں، جس نے مسلمانانِ ہند کے پولیٹیکل مسلک میں ایک انقلاب عظیم پیدا کردیا اور بالآخر وہاں تک پہنچا دیا، جہاں آج نظر آرہا ہے ۔۔۔ یعنی ان میں سے ہر فرد میرے اس جرم میں شریک ہوگیا ہے ۔۔۔ الہلال نے مسلمانوں کو تعداد کی جگہ ایمان پر اعتماد کرنے کی تلقین کی اور بے خوف ہوکر ہندوؤں کے ساتھ مل جانے کی دعوت دی اس لیے وہ تبدیلیاں رونما ہوئیں،

جن کا نتیجہ آج متحدہ تحریک خلافت وسوراج ہے۔ بیوروکریسی ایک ایسی تحریک کو زیادہ عرصے تک برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ اس لیے پہلے الہلال کی ضمانت ضبط کر لی گئی۔ پھر جب البلاغ کے نام سے دوبارہ جاری کیا گیا تو ۱۹۱۶ء میں گورنمنٹ آف انڈیا نے مجھے نظر بند کر دیا۔ میں بتلانا چاہتا ہوں کہ الہلال تمام تر آزادی یا موت کی دعوت تھی"(۶)

الہلال نے مسلمانوں میں سیاسی بیداری کا پیغام مذہبی پیرائے میں پیش کیا اور یہ ایک ایسا طرز عمل تھا جسکی اس وقت سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ ایک طرف تو مسلمان جمود اور تقلید پرستی کے عوارض میں مبتلا تھے تو دوسری طرف انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ مذہب سے بیزاری کے روگ میں مبتلا تھا۔ " الہلال کے ذریعے مولانا ابوالکلام آزادؒ نے ایک طرف مذہبی طبقے میں وقت کے اہم سیاسی مسائل کے احساس اور عمل کے ذوق کو ابھارہ اور دوسری طرف انگریزی تعلیم یافتہ طبقے کے دل میں مذہب کی محبت اور عزت پیدا کر دی اسکی تصدیق مولانا محمود حسن اور مولانا شوکت علی کے ان الفاظ سے ہوتی ہے۔ جنہیں مولانا آزادؒ کے "تذکرہ" کے مرتب نے اپنے مقدمے میں نقل کیا ہے۔ مولانا محمود حسن نے مولانا آزادؒ کے بارے میں کہا تھا " ہم سب اصل کام کو بھولے ہوئے تھے۔ الہلال نے یاد دلایا اور مولانا شوکت علی نے خود مرتب سے کہا تھا" ابوالکلام نے ہم کو ایمان کا راستہ بتایا " اس طرح مسلمانوں کے قدیم اور جدید تعلیم یافتہ طبقوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے کا کام جو ایک طرف سے مولانا محمد علی نے کیا تھا دوسری طرف مولانا ابوالکلام آزادؒ نے کہیں زیادہ کامیابی کے ساتھ انجام دیا " (۷)

الہلال اول سے آخر تک سے ایک قرآنی للکار تھی۔ اس کے ذریعے مولاناؒ مسلمانوں کی سوئی ہوئی لاش میں ایک روح پھونک کر انہیں استخلاص وطن کی جدوجہد کے لیے تیار کر رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ مسلمانوں کے مذہبی شعور میں ایک انقلاب برپا کر رہا تھا۔ مولانا الہلال کے مقصدِ اصلی کو اس کے سوا کچھ نہیں سمجھتے کہ "وہ مسلمان کو ان کے تمام اعمال، معتقدات میں حرف کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر عمل کی دعوت دیتا ہے" اس طرح ان کے نزدیک الہلال کا عقیدہ قرار پایا کہ " مسلمانوں میں جس دن انکی گمشدہ قرآنی روح پھر بیدار ہو جائے گی اس دن پھر وہ اپنے اندر ہر چیز کامل واکمل پائینگے "(۸)۔ بقول مالک رام: "الہلال میں انہوں نے قرآن کو ایسے انوکھے اور دل نشین انداز میں پیش کیا کہ اسے بالائے طاق سے اتار کر روزمرہ کے استعمال کی چیز بنا دیا" (۹)

درحقیقت سرسید احمد خانی تعلیمات نے مسلمانوں سے انکی اپنی اصل شناخت کھو دی تھی اور وہ اپنا قومی اعتماد کھو چکے تھے۔ اسلئے مولاناؒ الہلال کی دعوت سے ان کو الگ سے منظم اور تیار کر کے میدانِ جہادِ حریتِ وطن میں اتارنا چاہتے تھے تاکہ مسلمانوں کی انفرادیت بھی باقی رہے اور وہ کسی بڑے ابنوہ میں اپنی شناخت کے بغیر نہ ہو جائیں۔ اسلئے مولاناؒ مسلمانوں کو قرآن کی زبان میں دین کی دعوت دے رہے تھے"۔۔۔ (۱۰) بقول مالک رام: "الہلال کا سب سے

بڑا فائدہ مسلمانوں کی سیاسی بیداری کی شکل میں ظاہر ہوا۔ ۱۸۵۷ء کے ہنگامے میں مسلمانوں کو بہت نقصان ہوا۔ وہ عام طور پر اسکے ذمہ دار گردانے گئے تھے اور اس لیے انگریز کا عتاب بھی زیادہ تر انہی پر نازل ہوا تھا۔ سرسید احمد خان مرحوم نے مسلمانوں کو عام سیاست میں عموماً اور کانگریس کی سرگرمیوں میں خصوصاً حصہ نہ لینے کا جو مشورہ دیا تھا، اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ وہ انگریزوں کے دل سے مسلمانوں کی مخالفت زائل کرنا چاہتے تھے۔۔۔ لیکن غلطی یہ ہوئی کہ مسلمانوں نے اس وقتی مشورے کو اپنی مستقل پالیسی بنالیا۔ اور سرسید کے بعد کے آنے والوں نے اس سے سرمو انحراف کرنے کو گناہ خیال کیا۔ مولانا کا احتجاج اسی پالیسی کے خلاف تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ مسلمان بھی برادران وطن کے دوش بدوش ملک کی آزادی کی جنگ میں حصہ لیں۔ انہیں یہ بات کھلتی تھی کہ اسلام جو دنیا بھر کو "اصر و اغلال" سے آزاد کرانے کے لیے آیا تھا۔ اُسکے نام لیوا آج خود اپنی غلامی پر یوں مطمئن ہیں۔ گویا انہوں نے یہ سبق کبھی پڑھا ہی نہیں تھا۔ وہ انہیں بار بار جھنجوڑتے اور کہہ کے دیتے کہ نیند کے ماروجاگو اور دیکھو کہ زمانہ کس تیزی سے آگے جارہا ہے۔۔۔ بارے ان کی کوشش رنگ لائی اور مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسا پیدا ہو گیا جس نے ملک کی آزادی کے حصول میں نمایاں حصہ لیا۔

ہر ہفتے جولاوا مولانا کے قلم سے الہلال کے مضمون پر منتقل ہو رہا تھا۔ اس سے ایک آگ سی لگ گئی۔ اس پرچے کی کامیابی اور ہر دلعزیزی کا اندازاس سے لگ سکتا ہے کہ اگرچہ اسکی قیمت چار آنے فی پرچہ تھی (جو اس زمانے کے لحاظ سے خاصی قیمت تھی) یہ ہر ہفتے بیس پچیس ہزار چھپتا تھا اور اسے کم از کم ایک لاکھ آدمی پڑھتے تھے۔۔۔ (۱۱)

مالک رام نے الہلال کے استعمار دشمن اثرات اور انقلابی نقطہ نظر کے حوالے سے لکھا ہے:

"الہلال" ایک "دعوت" تھا جس کا ایک مقصد دین الٰہی اسلام کی تجدید اور اسکے بنیادی اصول "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کو زندہ کرنا تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ وہ جہاں کہیں بھی کوئی قابل اعتراض بات دیکھتے، بیباکانہ اسکے خلاف اپنی رائے کا اظہار کر دیتے۔ اس میں حکومت اور عمال حکومت پر خاص طور سخت لب ولہجے میں نکتہ چینی ہونے لگی۔ الہلال کا اصلی کارنامہ اس کے مدیر شہیر کی طرز تحریر کی ہدایت تھی۔ کاہے کو کبھی کسی رسالے کے ایڈیٹر نے اپنے ہم وطنوں کو، ارباب حکومت کو، اکابر قوم کو، علمائے دین کو یوں للکارا ہوگا۔ مولانا آزاد نے کسی کو نہیں بخشا۔۔ بدیشی حکومت پر انکی گرفت اور بھی شدید تھی اور جب یہ خیال میں رہے کہ الہلال جولائی ۱۹۱۲ء میں جاری ہوا اور البلاغ سمیت ۱۹۱۶ء میں بند ہو گیا۔ یعنی لے دے کے ساڑھے تین برس، تو اسکے اثرات اور نتائج سے حیرت ہوتی ہے اس وقت تک ہماری قومی تحریک اس مرحلے پر تھی کہ دوسروں کا تو کیا ذکر، کانگریس کے سالانہ اجلاس میں بھی سب سے پہلی قرارداد حضور قیصر ہند ملک معظم سے ملک وقوم کی وفاداری کی منظور کی جاتی تھی۔ مہاتما گاندھی ہنوز جنوبی افریقہ سے ہندستان نہیں پہنچے تھے اور پوری سیاسی تحریک بہت ہی نرم رُو اور نرم گفتار تھی حکومت پر اسکے اعمال واقوال پر کڑی نکتہ چینی کی ابتدا "الہلال" ہی سے ہوئی (۱۲)

کسی بھی رسالے کو مقبول بنانے کے لیے اسکی پالیسی کو عوامی رجحانات کے بہاؤ میں چھوڑ دینا بڑا آسان ہے، یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ وہ رسالہ عوامی احساسات کا آئینہ دار ہے۔لیکن اپنے نظریات کو منوانا، قارئین کے خیالات کو تبدیل کرنا،عوامی رجحانات کے رُخ کو موڑ دینا،کسی بھی صحیفہ نگار کی قابلیت اور اہلیت کا امتحان ہوتے ہیں۔مولانا ابوالکلام آزادؒ اس امتحان میں کامیاب ہوئے تھے۔ ایک طرف انہوں نے تحریک آزادی میں شدت پیدا کرنے کی کوشش کی تو دوسری طرف مسلمانوں کو تحریک آزادی کی طرف راغب کیا الہلال کی اشاعت کے آغاز سے قبل صورتحال یہ تھی کہ بقول مولانا آزادؒ تمام انقلابی جماعتیں مسلمانوں کی مخالفت میں سرگرم میں اور دیکھتی تھیں کہ برطانوی حکومت نے ہندوستانی تحریک آزادی کی مخالفت میں مسلمانوں کو آلہ کار بنا رکھا ہے اور مسلمان اسکے اشارے پر چلتے ہیں"۔ (۱۳)

حوالہ جات

۱۔ محمد فاروق قریشی "مولانا ابوالکلام آزادؒ اور قوم پرست مسلمانوں کی سیاست" تخلیقات لاہور ص ۳۹۶

۲۔ قاضی جاوید "سرسید سے اقبال تک" تخلیقات لاہور ص ۱۷۷ ۔ ۱۸۰

۳۔ محمد فاروق قریشی "مولانا ابوالکلام آزادؒ اور قوم پرست مسلمانوں کی سیاست" تخلیقات لاہور ص ۳۹ ۔ ۴۰

۴۔ ڈاکٹر تارا چند "مسلم افکار سیاست" دارالکتب لاہور ۲۰۰۲ ص ۱۳۰

۵۔ محمود انصاری "تحریک آزادی میں "الہلال" "البلاغ" کا حصہ" مولانا ابوالکلام آزادؒ ایک سیاسی مطالعہ مولف ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری جمعیت پبلیکیشنز لاہور ۲۰۱۲ ص ۴۵۵

۶۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ "قول فیصل" البلاغ پریس کلکتہ ۱۹۲۲ ص ۶۴ ۔ ۶۷

۷۔ ڈاکٹر عابد حسین "ہندستانی مسلمان آئینہ ایام میں" مشعل بکس لاہور ۲۰۰۲ ص ۱۲۲

۸۔ محمود انصاری "تحریک آزادی میں "الہلال" "البلاغ" کا حصہ" مولانا ابوالکلام آزادؒ ایک سیاسی مطالعہ مولف ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری جمعیت پبلیکیشنز لاہور ۲۰۱۲ ص ۴۵۵ ۔ ۴۵۶

۹۔ مالک رام "کچھ ابوالکلام آزاد کے بارے میں" فنس بکس لاہور ۱۹۹۰ ص ۲۶۔ ۶۷

۱۰۔ " " ص ۶۶۔ ۶۷

۱۱۔ مالک رام "کچھ ابوالکلام آزاد کے بارے میں" فنس بکس لاہور ۱۹۹۰ ص ۷۹۔ ۸۰

۱۲۔ ایضاً ص ۵۹۔ ۶۱

۱۳۔ محمود انصاری "تحریک آزادی میں "الہلال" "البلاغ" کا حصہ" مولانا ابوالکلام آزادؒ ایک سیاسی مطالعہ مولف ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری جمعیت پبلیکیشنز لاہور ۲۰۱۲ ص ۴۵۵ ۔ ۴۵۶

اور اس کی عمر دراز ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔''

اسی طرح خطبہ کے ابتداء میں آیت کے بعد جو حدیث میں نے ذکر کی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرابت داری اور صلہ رحمی کا کامل اظہار تب ہے جبکہ اس کی بنیاد ایک دوسرے کا بدلہ چکانے پر نہ ہو بلکہ قرابت دار اور پڑوسی کے ساتھ جو کچھ تعاون کرنا ہو وہ حق شناسی اور حق کی ادئیگی کے احساس پر ہو۔ اس نیت پر کسی کے ساتھ امداد کرنا کہ کل وہ بھی میرا بدلہ چکائے گا کوئی نیکی اور رشتہ داری کا حق ادا کرنا نہیں۔ بدقسمتی سے آج کے مسلمانوں کا معاملہ بھی اسی قسم کا ہے کہ اگر میرے ساتھ رشتہ دار، رشتہ داری کا معاملہ کرے گا تو میں بھی کروں گا اور اگر وہ مجھ سے رخ موڑ دے تو میں بھی اسی طرح معاملہ کروں گا۔ ادلے بدلے کی بنیاد پر اپنے رشتہ دار یا غیر سے ناتے داری کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں۔ "ایتا ذی القربی"

احسان وسلوک وہ ہے جو خالص اللہ کی رضا کے لئے ہو' کیا ہی خوب بزرگوں نے فرمایا ہے کہ ''جواں مرد وہی شخص ہے جو اپنا حق کسی سے طلب نہ کرے اور خود دوسروں کا حق ادا کرے۔'' نیز یہ بھی یاد رکھیں کہ ذی القربی کی سب سے بہتر خبر گیری یہ بھی ہے کہ اگر وہ دینی لحاظ سے گمراہی کے راستوں کو اختیار کئے ہوئے ہوں' تو ان کا عقیدہ درست کرنے میں اور ان کو شریعت کے راہ پر چلانے کے لئے صراط مستقیم کی دعوت دینا۔

منکرات اور فواحش سے روکنا:

محترم حاضرین۔ اب اس آیت میں جن تین کاموں سے منع ہونے کا حکم دیا گیا ہے اور وہ حرام ہیں ان میں پہلا حکم وینھیٰ عن الفحشاء ہے۔ فحشاء سے مراد وہ گناہ ہیں جس کے فحشاء ہونے کے لئے کسی لغت میں اس کا مفہوم تلاش کرنے کی ضرورت نہ ہو' بلکہ وہ ایسی کھلی اور ظاہر برائی ہو جس کو ہر عقلمند برائی سمجھے اور منکر وہ جس کی برائی ہونے پر امت کا اتفاق ہو۔ اس کی حرمت پر کسی کو شک وشبہ نہ ہو' بغی کا مفہوم حد سے تجاوز کرنے کے ہیں' یعنی حد سے تجاوز بڑھ کر ظلم و عدوان کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

عدل نبی کی ایک تاریخی مثال:

عن عائشہؓ ان قریشا اهمهم شان المرأة المخزومية التى سرقت فقالو من تكلم فيها رسول الله ﷺ فـقـالو امن يجترئ عليه الا اسامة بن زيد حب رسول الله ﷺ فكلمه اسامة فقال رسول الله ﷺ تشفـع فى حد من حدود الله ثم قام فاختطب ثم قال انما اهلك الذين قبلكم انهم كـانـوا اذا سرق فيهـم الشـريف تركوه واذا سرق فيهم الضعيف اقاموا عليه الحد۔ وايم الله لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها (بخارى ومسلم)

ام المومنین حضرت عائشہؓ سے راویت ہے کہ (ایک دفعہ) قریشی صحابہؓ بنی مخزوم قبیلہ سے تعلق رکھنے والی عورت کے بارہ

ڈاکٹر محمود الحسن عارف ☆

مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ
(ایک انقلابی اور نابغہ روزگار شخصیت)

مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کی وفات (مورخہ 26 ستمبر 2012ء) شاید...... رواں سال کی سب سے بڑی خبر ہے، جسے علمی اور فکری دنیا میں بڑے افسوس اور رنج کے ساتھ سنا گیا ہے...... اور ان کے جنازے کو دیکھ کر واقعی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ ان کی وفات سے...... علمی اور فکری دنیا ویران ہوگئی ہے۔

مولانا...... سعید احمد رائے پوریؒ مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ...... گمتھلوی کے فرزند ارجمند اور ان کے جانشین تھے...... جبکہ مولانا عبدالعزیز رائے پوری...... بانی خانقاہ رائے پور شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے بھانجے اور شاہ عبدالقادر رائے پوری کے جانشین تھے (۱)...... یہ پورا خانوادہ شاہ ولی اللہ کے فکر و فلسفہ سے بہت گہرا تعلق رکھتا ہے اور اپنی بلند فکری اور بالغ نظری کی بنا پر برعظیم پاک و ہند میں خصوصی شہرت اور مقبولیت کا حامل ہے۔

اس سلسلے کی...... خاصیت یہ ہے کہ اس سلسلے کے تمام اکابرین...... ظاہری اور باطنی دونوں طرح کے علوم سے آراستہ تھے...... شاہ عبدالرحیم (م۱۸۹۳ء/۱۹۱۹ء) اپنے زمانے کے...... مستند عالم دین اور دارالعلوم دیوبند کے سرپرستوں، شیخ الہندؒ مولانا محمود حسن (م۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء) کے ذاتی دوستوں اور...... ہندوستان کی آزادی کے علمبرداروں میں سے ایک تھے...... جبکہ شاہ عبدالقادر رائے پوری (م۱۹۶۲ء) بھی...... تمام علمی اور سیاسی تحریکوں کی روح رواں تمام دینی علوم میں مہارت نامہ رکھتے تھے (۲)...... جبکہ مولانا عبدالعزیز رائے پوری...... بھی مدرسہ مظاہر العلوم...... سے فارغ التحصیل تھے...... اور تمام علوم فنون میں...... کامل دستگاہ رکھتے تھے (۳)...... اس سلسلے کے چوتھے فرد مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری...... بھی تمام مروجہ علوم و فنون میں مکمل مہارت رکھتے تھے، اسی بنا پر سلسلۂ عالیہ رائے پور کا شمار...... برعظیم پاک و ہند کے انتہائی معتبر اور مستند سلاسل طریقت میں ہوتا ہے...... اور مولانا...... سید ابوالحسن علی الندوی اور مولانا منظور احمد نعمانی جیسے اکابر بزرگوں اور علما کا تعلق اس خانقاہ سے رہا ہے۔

☆ ایسوسی ایٹ (چیف) ایڈیٹر، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

۱: **تعلیم و تربیت:**

مولانا سعید احمد رائے پوری......اس نسل کے ایک نمائندہ تھے، جنہوں نے ہندوستان کو تقسیم ہوتے...... اور دو، بلکہ تین حصوں میں بٹتے ہوئے دیکھا تھا۔ ان کی ولادت ۱۳۴۴ھ رجنوری ۱۹۲۶ء،......ضلع کرنال (موجودہ صوبہ ہریانہ بھارت) میں ہوئی۔ آپ کا نام سعید احمد شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے رکھا۔

آپ کل چھ بھائی، چار بہنیں تھے۔ دو بہنیں بچپن میں فوت ہوگئیں، جبکہ چھ بھائیوں میں مولانا شاہ سعید احمد......سب سے بڑے تھے۔ ان کی والدہ اس وقت جب......وہ ابھی پانچ برس کے تھے انتقال کر گئی تھیں۔ اس لیے مولانا نے اپنے صاحبزادے شاہ سعید احمدؒ کو ماں اور باپ دونوں کا پیار دیا۔ ان کی والدہ کے انتقال کے بعد شاہ عبدالعزیزؒ نے دوسری شادی کر لی، جس سے دو بھائی راؤ رشید احمد اور راؤ خلیل احمد اور دو ہمشیرگان پیدا ہوئے......ان کی دو ہمشیرگان میں سے ایک بچپن میں انتقال کر گئیں تھیں۔ مولانا شاہ عبدالعزیز کی تیسری بیوی سے تین صاحبزادے......راؤ حبیب احمد، راؤ ظفر اقبال اور راؤ عبدالقادر اور ایک بہن کی ولادت ہوئی، مگر ان میں سے......مولانا کا کوئی بھی صاحبزادہ دینی تعلیم اور سلسلہ طریقت کی تکمیل نہیں کر سکا۔ مولانا شاہ عبدالعزیزؒ اپنے علاقے کے بڑے جاگیردار تھے، مگر پھر بھی انہوں نے اپنے بڑے صاحبزادے شاہ سعید احمدؒ رائے پوری کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ مبذول رکھی۔

تعلیم کی ابتدا......شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ نے کرائی اور رائے پور میں موجود خانقاہی مدرسہ سے اور ان کے آبائی وطن گمتھلہ میں حافظ مقصود احمد وغیرہ سے......حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی......درس نظامی کی شرح جامی تک کتابیں اپنے والد گرامی مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ سے پڑھیں......اگر خانقاہ میں مولانا محمد الیاس دہلویؒ موجود ہوتے تو کتاب کی ابتدا وہی کراتے تھے...... بعد ازاں آپ کو مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں داخل کرا دیا گیا، جہاں آپ نے مولانا محمد زکریا کاندھلوی سے صحیح بخاری، مولانا عبداللطیف سے سنن ترمذی، مولانا منظور احمد سے صحیح مسلم اور دوسرے اساتذہ سے دیگر کتب پڑھیں اور ۱۳۶۸ھ/۱۹۴۹ء میں سند......فراغت حاصل کی (۴)

مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوری اگرچہ...... خانقاہ کے دوسرے بزرگوں کی طرح......تقسیم ملک کو مسلمانان ہند کے لیے نقصان دہ سمجھتے تھے، مگر قیام پاکستان کے بعد، انہوں نے......قدرت کے اس فیصلے کو نہ صرف تسلیم کیا، بلکہ ملت اسلامیہ کی اس عظیم سلطنت کے ساتھ تعاون کیا......مولانا نے ......قیام پاکستان کے وقت اپنے علاقے میں آباد مسلمانوں کی حفاظت و صیانت میں بھرپور کردار ادا کیا......اور بذات خود گھوڑے پر سوار ہو کر ہر اس

جگہ گئے جہاں مسلمانوں اور ہندوؤں میں...... فسادات کا اندیشہ تھا اور اپنے علاقے میں امن قائم رکھا۔ (۵)

بایں ہمہ...... انہوں نے بھی حالات دیکھ کر ہجرت کا فیصلہ کر لیا اور ۱۹۵۰ء میں اپنے خاندان کے ہمراہ پاکستان (سرگودھا) میں آ کر آباد ہو گئے...... اور اپنی اراضی یہیں...... منتقل کرالیں۔ (۶)

۲: **مولانا سعید احمد رائے پوری کا ملکی سیاست میں کردار:**

عام طور پر صاحبزادوں کے متعلق یہ باور کیا جاتا ہے اور یہ کسی حد تک غلط بھی نہیں کہ صاحبزادے...... علمی اعتبار سے بے بہرہ، فکری پہلو سے کورے...... اور محض ''پدرم سلطان بود'' کی عملی تصویر ہوتے ہیں، لیکن اس قاعدہ کلیہ سے کچھ استثناءات بھی ہیں اور مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری...... اس کی عملی مثال ہیں۔

مولانا...... کی ابتدائی دنوں میں جن اکابرین نے تعلیم وتربیت کی تھی، یہ اس کا نتیجہ تھا کہ آپ علمی اور فکری اعتبار سے بے حد مضبوط تھے...... اور دینی اور مذہبی علوم وفنون میں آپ کی مہارت وممارست ایک مسلمہ حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جدید علوم وفنون...... خصوصاً حالات حاضرہ پر آپ کی نظر اتنی گہری تھی کہ شاید...... بڑے بڑے صحافیوں اور بڑے بڑے سیاست کاروں کی نظر بھی اتنی گہری نہیں ہوگی۔

قدرت نے مولانا کو یہ خصوصیت شاید اس لیے عطا کی تھی کہ وہ ان سے...... نوجوانوں کی فکری تربیت کا کام لینا چاہتی تھی اسی لیے...... مولانا کو...... ابتدا سے ہی نوجوانوں کی تعلیم وتربیت سے بے حد لگاؤ اور اس کا شوق تھا...... برادرم مفتی عبدالخالق آزاد نے لکھا ہے:

''شاہ عبدالقادر رائے پوری نے آپ کو پاکستان اور ہندوستان کے اپنے اسفار میں اپنے ساتھ رکھا اور سکول اور کالج کے نوجوانوں میں کام کرنے کا حکم دیا؛ (چنانچہ) ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۷ء تک آپ نے خانقاہی سلسلے کے فروغ کے ساتھ ساتھ نوجوانوں میں دین کے غلبے کے فروغ کی جدوجہد اور کوشش کو بھی جاری رکھا''۔ (۷)

ان دنوں...... علمائے دیوبند کی نمائندہ سیاسی جماعت ''جمعیت علماء اسلام'' پاکستان...... ابھی ابتدائی حالت میں تھی...... اور اس کی کوئی ذیلی طلبہ تنظیم موجود نہ تھی، جبکہ جماعت اسلامی کے تحت ''اسلامی جمعیت طلبہ'' کی بنیادیں رکھی جا چکی تھیں...... اور دوسری طرف...... پیپلز پارٹی کے قیام (۱۹۶۶ء) کے بعد پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن کا قیام بھی عمل میں آ چکا تھا...... اور اس وقت کے مشرقی پاکستان اور موجود بنگلہ دیش میں...... عوامی لیگ...... کی ذیلی تنظیم بھی...... اپنا وجود قائم کر چکی تھی۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے...... مولانا سعید احمد رائے پوری نے ۱۹۶۷ء میں ......سرگودھا میں کالجوں اور دینی مدارس کے طلبہ پر مشتمل...... ''جمعیت طلباء اسلام (JTI) قائم کی۔ اس کے افتتاحی اجلاس میں...... مولانا سید انور حسین المعروف بہ نفیس رقم...... اور مولانا سید نیاز احمد شاہ (تلمبہ) بھی موجود

تھے''۔مولانا کے اس اقدام کو جمعیت علماے اسلام کی قیادت سمیت تمام علما نے سراہا۔

جمعیت طلباے اسلام کا قیام ایسا موزوں اور ایسا بر وقت فیصلہ تھا کہ بہت جلد اس تنظیم کا دائرہ کار...... پورے ملک تک پھیل گیا......اور ستر (۷۰ھ) کی ابتدائی دہائی میں ...... یہ تنظیم پاکستان میں طالب علموں کی سب سے بڑی تنظیم بن گئی اور ملک کی بڑی تنظیموں میں اس کا شمار ہونے لگا۔

۱۹۷۰ء کے انتخابات (۷دسمبر ۱۹۷۰ء) کا دور ملک میں بڑا...... پرآشوب دور تھا اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ انتخابات اصل میں ملک کی تقسیم کے لیے تیاریوں کا......پیش خیمہ تھے......اس وقت ملک میں پہلی مرتبہ دائیں اور بائیں......انقلابی اور غیر انقلابی کی تفریق شروع ہوئی......اور پورا ملک میدان کارزار بن گیا۔

ایک طرف تو مشرقی پاکستان میں......شیخ مجیب الرحمٰن کی ''عوامی لیگ'' ملک کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی سازش کر رہی تھی اور پاکستان کی سول اور فوجی بیوروکریسی...... یا اسٹیبلشمنٹ (Establishment) اس کا ساتھ دے رہی تھی اور دوسری طرف ملک میں پہلی مرتبہ......سوشلزم اور کمیونزم اور معاشی انقلاب اور معاشی تبدیلیوں کے نعرے گونج رہے تھے اور ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت...... اسلام کو ان تبدیلیوں کے راستے میں رکاوٹ بنا کر کھڑا کیا جا رہا تھا اور ملک کی کئی سیاسی جماعتیں ملک میں معاشی انصاف اور معاشرتی تبدیلیوں کے خلاف......اسلام کو میدان میں لا رہی تھیں۔ان حالات میں یہ ضروری ہو گیا تھا کہ ''اسلام کا انقلابی تبدیلیوں والا پروگرام'' واضح کیا جائے اور بتایا جائے کہ اسلام لوگوں کو معاشی انصاف مہیا کرنے کے خلاف نہیں بلکہ اس کو ضروری سمجھتا ہے......اور جیسا کہ مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی نے لکھا ہے کہ اس حوالے سے اسلام سرمایہ دارانہ نظام کے بجائے...... ''سوشلزم اور کمیونزم'' کے زیادہ قریب ہے، جو سرمایہ دارانہ...... نظام کے ردّعمل کے طور پر معرض وجود میں آئے اور لوگوں کو معاشی انصاف مہیا کرنے کی بات کرتے ہیں۔(۸)

''جمعیت طلباے اسلام''......اور اس وقت کی جمعیت علماے اسلام، جس کی سربراہی مولانا محمد عبداللہ درخواستی کر رہے تھے اور مولانا مفتی محمود اس کے جنرل سیکرٹری تھے......اسی انقلابی منشور کی علمبردار تھیں......اور جمعیت علماے اسلام کے منشور میں اس انقلابی تبدیلی کا سہرا مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے سر ہے، جنہوں نے ۱۹۷۰ء میں جمعیت علماے اسلام کے اجلاس منعقدہ سرگودھا میں جمعیت کے منشور میں یہ انقلابی دفعات شامل کرائیں۔(۹)

۱۹۷۰ء کے انتخابات میں...... جمعیت علماے اسلام اور جمعیت طلباے اسلام......اسلام پسند جماعتوں کے بجائے، جن کی قیادت جماعت اسلامی کر رہی تھی...... انقلاب پسند جماعتوں کے زیادہ قریب تھیں، جن

میں پیپلز پارٹی سب سے زیادہ نمایاں تھی، چنانچہ جناب ذوالفقار علی بھٹو پر ایک طرف سے کفر کے فتوے لگ رہے تھے اور انہیں اور دوسری انقلاب پسند جماعتوں کے اراکین اور ان کے کارکنوں کو کفر کا حامل قرار دیا جارہا تھا تو دوسری طرف سے جمعیت علمائے اسلام......ان کی صفائی دیتی تھی اور ان کے انقلابی نعرے کی کسی حد تک حمایت کر رہی تھی۔

اس وقت کئی مزدور جماعتیں، جن میں واپڈا کی لیبر یونین اور دوسری کئی تنظیمیں شامل تھیں۔ جمعیت علمائے اسلام کے ساتھ تھیں۔

یہ دور مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کی زندگی کا سب سے زیادہ پر آشوب اور تحریکی دور تھا اور مولانا ملک بھر میں سیاسی اور تعلیمی دورے کرتے اور بڑے بڑے جلسوں سے خطاب فرماتے تھے اور جمعیت طلبہ اسلام کے سرپرست کے طور پر آپ ملک بھر میں بے حد مقبولیت اور شہرت حاصل کررہے تھے۔

جمعیت طلباے اسلام کی اس وقت مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ملک کا شاید ہی کوئی کالج یا تعلیمی ادارہ ہوگا، جہاں اس تنظیم کی کوئی شاخ موجود نہ ہو...... پورے ملک میں......اس تنظیم کی اور اس کے انقلابی نعرے کی گونج سنائی دے رہی تھی۔

مجھے مولانا سے...... ذاتی تعارف کی سعادت انہی دنوں میں حاصل ہوئی۔ ۱۹۷۰ء میں جس سال انتخابات کا انعقاد ہوا، راقم الحروف جامعہ مدنیہ لاہور میں اور ۱۹۷۱ء میں دارالعلوم کبیر والا میں زیر تعلیم تھا۔ اس اہم ترین سال کے دوران لاہور میں ہونے کی بنا پر خاکسار...... کئی واقعات کا عینی گواہ ہے، لیکن سیاسی حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد، جب حالات نے کروٹ لی اور جمعیت علماے اسلام...... پہلی مرتبہ...... ملک کے دو صوبوں میں برسر اقتدار آئی اور جمعیت علماے اسلام نے...... پاکستان عوامی پارٹی (نیپ) سے اتحاد کیا، تو حالات میں تبدیلی آنا شروع ہوگئی۔ (۱۰)

مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ ان دنوں جمعیت علماے اسلام کی روح رواں تھے......مگر اس کے باوجود وہ اپنے والد محترم کے ہمراہ رہتے اور تمام نمازوں کی امامت کراتے تھے۔ انہی دنوں مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ ایک مرتبہ رائے جمیل صاحب کے ہاں......کبیر والا میں تشریف لائے تھے۔ غالباً عصر کی نماز کے بعد کا وقت تھا......ہم کئی طالب علم......اپنے استاد محترم مولانا عبدالمجید لدھیانوی کے ہمراہ مولانا رائے پوریؒ کی زیارت کے لیے...... رائے جمیل صاحب کے ہاں حاضر ہوے...... وہاں مولانا عبدلعزیز رائے پوری کی بھی زیارت کی اور مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری سے بھی شرف تعارف حاصل ہوا۔ مولانا ان دنوں......بھرپور شباب کے عالم میں

تھے...... کتابی چہرہ، سیاہ داڑھی اور وجیہ وشکل اوپر سے بارعب آواز اور علمی اور فکری گفتگو یہ سب کچھ ایسا تھا جو دیکھنے والوں کو مسحور کر دیتا تھا۔ اس طرح مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کے حوالے سے ہمارا پہلا تأثر بہت ہی عمدہ تھا اور مولانا کی شخصیت نے گویا ہم پر جادو سا کر دیا تھا اور یہ تأثر زندگی بھر قائم رہا۔

مولانا کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ وہ ہر شخص کے ساتھ یوں ملتے، جیسے گویا وہ ان کے بہت پرانے شناسا ہیں، حالانکہ ان میں سے کئی لوگوں کے آپ نام تک نہ جانتے تھے۔ بہر حال...... ہماری یہ غلط فہمی یا خوش فہمی...... بہت جلد حقیقت کا روپ اختیار کر گئی، جب مولانا کے ساتھ ایک ذاتی اور قلبی تعلق قائم ہو گیا اور پھر یہ تعلق ان کی وفات تک جاری رہا...... مولانا کی محبتوں اور شفقتوں نے خاکسار کو مولانا کے بے حد قریب کر دیا۔ اس دوران آپ کئی بار خاکسار کے دفتر اور گھر میں تشریف لائے اور ہمیشہ اپنی نوازشات مشفقتوں اور دعاؤں سے نوازتے کا سلسلہ جاری رکھا۔

ملکی سیاست میں مولانا کی یہ فعالیت کچھ لوگوں کو کھٹکنے لگی...... جن میں جمعیت علمائے اسلام کی قیادت...... سرفہرست تھی۔ اسی بنا پر مولانا کے خلاف سازشیں اور شرارتیں شروع ہو گئیں۔ قیادت کو...... مولانا سے بدگمان کیا گیا اور یہ تاثر دیا گیا کہ مولانا جمعیت علمائے اسلام پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں...... خاص طور پر اس وقت کے ''صوبہ سرحد'' میں مولانا کے خلاف پروپیگنڈہ کی مہم چلائی گئی...... غالباً یہ صوبائی عصبیت ہی کا ایک شاخصانہ تھا، اسی بنا پر اب تک کی تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ جمعیت علمائے اسلام نے ہمیشہ پنجاب سے...... متبادل قیادت کو وقت سے پہلے ہی دبا دیا اور یہاں کی علاقائی قیادت کو ابھرنے کا موقعہ نہیں دیا گیا جس کے نتیجے میں جمعیت صرف دو صوبوں تک محدود ہو کر رہ گئی۔

مولانا سعید رائے پوریؒ کو پہلے مرحلے میں جمعیت علمائے اسلام سے الگ کیا گیا اور دوسرے مرحلے میں...... ''جمعیت طلبائے اسلام'' کو ان کی قیادت ورہنمائی سے محروم کر دیا گیا۔

میری یادداشت کے مطابق اس کی ابتدا ۱۹۷۳ء سے ہوئی اور ۱۹۷۴۔۱۹۷۵ء میں اس مشن کو مکمل کر لیا گیا...... گو رسمی طور پر مولانا کا نام ''ترجمان اسلام'' کی مجلس ادارت میں ۱۹۷۶ء تک چھپتا رہا۔

مولانا چونکہ جمعیت طلبائے اسلام کے ساتھ مخلص تھے، اسی بنا پر اسلوب علی قریشی (صدر) اور سید مطلوب علی زیدی (جنرل سکرٹری جے ٹی آئی) کچھ عرصہ...... ان کی نگرانی میں جمعیت طلبائے اسلام (قریشی گروپ) چلاتے رہے۔ ان دنوں جمعیت طلبائے اسلام کا دفتر ۵۶ میکلوڈ روڈ لاہور میں تھا اور یہ چھوٹا سا دفتر ملکی سیاست میں اہم کردار ادا کر رہا تھا اور اس کی شاخیں یا برانچیں مختلف کالجوں میں کام کر رہی تھیں۔ یہ دفتر

ان دنوں مولانا کا مستقر بھی تھا یہاں مولانا سے طویل ملاقاتیں ہوتیں اور ملکی اور قومی حالات پر مولانا کے تبصرے سننے کو ملتے۔

دوسری طرف ''جمعیت طلباے اسلام'' کو مولانا سے الگ کرنے کے بعد اس کا وہی حشر ہوا، جو عام طور پر ایسی تنظیموں کا ہوا کرتا ہے، جن میں کوئی ذہن اور دفاع موجود نہ ہو اور بہت جلد اس کا وجود وعدم یکساں ہوگیا۔

جبکہ مولانا...... کا فکری اور سیاسی سفر ''جمعیت طلباے اسلام'' (قریشی گروپ) کے ذریعے جاری رہا اور انہوں نے نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کا سلسلہ سارے ملک میں جاری وساری رکھا۔ مولانا...... سال کا اکثر حصّہ علمی اور فکری دوروں میں گزارتے اور ہر جگہ بڑے بڑے جلسوں اور اجتماعات سے خطاب کرتے۔

اپنے اس فکری اور سیاسی سفر میں انہیں جن بزرگوں کی فکری سرپرستی ملی، ان میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ، مولانا عبیداللہ سندھیؒ، شیخ الہند محمود حسنؒ اور شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ مفتی کفایت اللہ دہلویؒ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد رضاؒ جیسے اکابر شامل تھے۔ خاص طور پر مولانا سندھی کے افکار وخیالات مولانا کے ہر زمانے میں پیش نظر رہے اور انہوں نے سامراج کی تردید اور ان کے فکر کی مذمت کو ہمیشہ مطمح نظر بنائے رکھا۔

جمعیت علماے اسلام اور جمعیت طلباے اسلام سے مولانا کی علحدگی کی ایک بڑی وجہ مولانا کا مخصوص انقلابی موقف بھی تھا، جبکہ جمعیت علماے اسلام نے پیپلز پارٹی کے ساتھ...... صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان میں وفاقی حکومت کے اقدامات اور پی پی پی کے کئی آمرانہ اقدامات کی بنا پر اپنے تعلقات پر نظر ثانی کی تھی اور جمعیت علماے اسلام میں دو واضح گروہ قائم ہو گئے تھے، ایک گروہ مولانا غلام غوث ہزاروی کا تھا، جو جماعت اسلامی کو ایک سامراجی جماعت تصور کرتے تھے اور پیپلز پارٹی کے حامی تھے، دوسرا گروہ مولانا مفتی محمود کا تھا، جو اس کے متضاد خیالات رکھتا تھا۔ مولانا سعید احمد رائے پوریؒ چونکہ ایک نظریاتی اور انقلابی شخصیت تھے، اس لیے وہ...... مولانا غلام غوث ہزارویؒ کے نسبۃً زیادہ قریب تھے، تاہم وہ ان کی جماعت میں بھی کبھی شامل نہ ہوے تھے اور ہمیشہ انقلابی فکر وفلسفہ کے علمبردار رہے۔

جمعیت سے مولانا کا یہ اختلاف خالصتاً نظریاتی اور فکری تھا، لیکن...... اس وقت کی جمعیت کی قیادت نے...... اس اختلاف کو سیاسی اختلاف بنا دیا۔ چنانچہ ان مدارس اور ان شخصیات کے خلاف جمعیت کے پلیٹ فارم سے تحریک چلائی گئی جو مدارس اور جو علمائے کرام مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کے ہم خیال تھے...... اور ایسے طلبہ کو جمعیت کے مدارس سے خارج کر دیا گیا، جو مولانا سعید احمد رائے پوری کے ہم نوا یا ان کے فکر سے متاثر تھے۔ اس طرح جمعیت علماے اسلام کی اس وقت کی قیادت کی طرف سے مولانا رائے پوری کے خلاف بھرپور تحریک شروع کر

دی گئی۔ بعد ازاں مخالفت کی یہ تحریک وفاق المدارس العربیہ کو منتقل ہوگئی۔

اس اختلاف سے پاکستان میں رائے پور کی خانقاہ بھی متاثر ہوئی......اور مخالفین کی طرف سے مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ......کی ذات کو بھی ہدف تنقید بنانے کی کوشش کی گئی۔

ان دنوں مولانا کے پاس جے ٹی آئی (قریشی گروپ) کا سٹیج تھا اور مولانا نے اس سٹیج کے ذریعے...... ہر موقع پر مخالفین کی باتوں کا جواب دیا، لیکن وقت کے ساتھ ساتھ......مولانا کے لب ولہجے اور انداز گفتگو میں بھی سختی آتی گئی اور مولانا کی طرف سے مغربی، خاص طور پر امریکی سامراج کی مذمت کے ساتھ ساتھ......سامراج نواز پیروں، علمائے کرام اور سیاست دانوں کی بھی مذمت کی جانے لگی۔ یوں یہ خلیج روز بروز بڑھتی اور وسیع ہوتی گئی اور رائے پوری حلقہ میں بھی اس کے اثرات دیکھنے میں آنے لگے۔

۱۹۷۴ء میں......قادیانیوں کے خلاف تحریک شروع ہوئی تو مولانا کی قیادت میں......جے ٹی آئی کے نوجوانوں نے اس میں بھرپور حصہ لیا۔

اسی سال سے......مولانا کی سرپرستی میں...... ماہانہ رسالے ''عزم'' کی سلسلہ وار......اشاعت شروع ہوئی، جو ابھی تک کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ یہ رسالہ...... پہلے جے ٹی آئی......اور بعد ازاں تنظیم فکر ولی اللہی کا اور مولانا کا ترجمان بنا رہا اور مولانا کے افکار و خیالات کی اسی رسالے کے ذریعے اشاعت ہوتی رہی۔

مولانا تحریک نظام مصطفیٰ (۱۹۷۷ء) کے ناقدین میں سے تھے......ان کا اس زمانے میں جب یہ تحریک زوروں پر تھی، یہ خیال تھا کہ یہ محض ایک سامراجی تحریک ہے اور اس کا مقصد محض یہ ہے کہ ایک منتخب جمہوری حکومت کو ختم کر کے ایک غیر جمہوری حکومت قائم کی جائے......مولانا کو اس بارے میں پورا شرح صدر تھا کہ امریکی اور مغربی سامراج ضیاء الحق کی فوجی حکومت سے کوئی کام لینا چاہتی ہے...... چنانچہ جب ۱۹۷۹ء میں افغانستان میں روس نے اپنی فوجیں داخل کیں......اور روس کے خلاف ''جہاد'' شروع ہوا تو اس سے ان کے خیالات کی تصدیق ہو گئی۔

مولانا تو یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ مشرقی پاکستان......افغانستان کی اس جنگ کی کبھی حمایت نہ کرتا، اس لیے ایک منصوبے کے تحت اُسے پہلے الگ کر دیا گیا اور یہ کہ امریکی سامراج برسوں سے اس جنگ کا انتظار کر رہا تھا اور اس کے لیے لوگوں کو سرخ سامراج اور اس کے انقلابی پروگراموں کے خلاف تیار کیا جا رہا تھا اور موقع آنے پر اس نے دنیا بھر کی اسلامی ذہن رکھنے والے لوگوں کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا۔

جنرل (ر) ضیاء الحق مرحوم کے برسر اقتدار آنے کے بعد ''تحریک نظام مصطفیٰ'' کو لپیٹ کر الگ رکھ دیا

گیا اور سب سے پہلے ...... اس اتحاد سے جن لوگوں نے علیحدگی اختیار کی ان میں ائر مارشل اصغر خان اور جماعت اسلامی شامل تھے۔

جمعیت طلبائے اسلام (قریشی گروپ) چونکہ اب ایسے لوگوں پر مشتمل تھا کہ جنہیں کالج اور یونیورسٹیوں کو خیر باد کہے ہوئے مدت ہوگئی تھی۔ اس لیے فروری ۱۹۸۷ء میں ...... امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی تعلیمات اور ان کے سلسلے کے علما کی عظیم الشان انقلابی جدوجہد سے نوجوانوں کو آگاہ کرنے اور دین اسلام کا انقلابی شعور بیدار کرنے کے لیے انہوں نے ''تنظیم فکر ولی اللہی'' قائم کی، جو تادم تحریر قائم ہے اور ملک بھر میں کام کر رہی ہے۔ یہ تنظیم عملی سیاست سے مکمل طور پر الگ تھلگ رہتی ہے اور محض ...... ذہن سازی یا فکر سازی کا کام انجام دے رہی ہے۔ اسی دوران مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ صاحب فراش ہو گئے ...... اور یہ سلسلہ دراز ہوا تو مولانا نے بھارت میں واقع خانقاہ ''رائے پور'' جانے پر اصرار کیا۔ (۱۱)

اس سفر کے دوران میں ۱۵ جنوری ۱۹۸۸ء/۱۴۰۹ء بروز جمعۃ المبارک ہزار ہا لوگوں کی موجودگی میں مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ نے ...... مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ مولانا شاہ عبدالعزیز رائے پوریؒ اسی بیماری کے دوران ۳ جون ۱۹۹۲ء کو سرگودھا میں انتقال کر گئے اور اپنے سلسلے کے فروغ اور اس کی اشاعت کی تمام تر ذمہ داری مولانا سعید احمد رائے پوریؒ کے سر ڈال گئے۔

شاہ مولانا عبدالعزیز رائے پوری کے جسد خاکی کو ان کی وصیت کے مطابق رائے پور لے جایا گیا اور انہیں وہاں دفن کیا گیا ...... اور ہزار ہا لوگوں نے مولانا سعید احمد رائے پوری کی ہاتھ پر بیعت کی اور آپ نے یہ ذمہ داری احسن طریقے سے انجام دی۔ مولانا کی سرپرستی میں ایک سہ ماہی تحقیقی مجلہ ''شعور و آگہی'' جولائی ۲۰۰۹ء سے بڑی کامیابی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے، جبکہ ماہنامہ جریدے ''رحیمیہ'' کی اشاعت بھی جنوری ۲۰۰۹ء سے جاری ہے۔

۳: <u>مولانا پر الحاد اور زندیقی کے فتوے اور ان کی حقیقت:</u>

ایک طرف تو ...... مولانا کی کامیابی اور فکری ترقی کا یہ سفر جاری تھی ...... تو دوسری طرف ...... مولانا کے انقلابی افکار و خیالات کے خلاف منفی پروپیگنڈے میں ...... تیزی آتی گئی ...... اس میں شک نہیں کہ مولانا کے خیالات و افکار انقلابی نوعیت کے تھے اور عام علمائے کرام کے افکار و خیالات سے مختلف، بلکہ متصادم تھے ...... لیکن ان افکار و خیالات کا زیادہ تر تعلق ...... دور حاضر میں ...... اسلام کے عملی نفاذ سے تھا، اسلام کے بنیادی عقائد و افکار سے نہیں تھا ...... لیکن چونکہ ہمارے ہاں کسی بھی شخص پر کفر یا الحاد یا زندقہ کا فتوی لگانا محض ایک فیشن ہو گیا ہے۔ اور

ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ اکابر صحابہ اور اکابر ائمہ نے اس بارے میں جس احتیاط اور جس گہرائی میں جانے کی ہدایت کی ہے، اس کا خیال نہیں رکھا جاتا...... حالانکہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ کسی بھی شخص پر فتویٰ لگانے سے پہلے...... اچھی سوچ لیا جائے کہ مبادا...... کسی مسلمان پر کفر کا لیبل تو نہیں لگایا جا رہا۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے...... حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ کو یہ ہدایت فرمائی تھی کہ وہ اس وقت تک کسی مقدمے کا فیصلہ نہ فرمائیں، جب تک دوسرے شخص سے اس کا موقف نہ سن لیں تو کیا مفتی حضرات کا یہ فرض نہیں بنتا کہ متعلقہ فرد یا جماعت کے خلاف فتویٰ جاری کرنے سے پہلے متعلقہ فرد یا ادارے سے اس مضمون کی بابت استفسار کرلیں...... کہ آیا ان کی نسبت سے یہ مضمون صحیح بھی ہے یا نہیں۔

چنانچہ...... ہوا یہ کہ مولانا کے بیانات اور مولانا کے شاگردوں اور ان کے حلقے کے افراد کے انقلابی اور معاشی نوعیت کے بیانات کو سیاق وسباق سے ہٹ کر مختلف مدارس کے مفتی حضرات کو بھیجا گیا اور ان سے ان کی نسبت استفسار کیا گیا، تو انہوں نے...... مولانا اور ان کے حلقے پر الحاد اور زندقہ کا فتویٰ لگا دیا...... اس سلسلے کی ابتدا صوبہ سرحد کے ایک مدرسہ سے ہوئی اور وفاق المدارس کے موجودہ صدر محترم کے مدرسہ سمیت بہت سے مدارس نے اس فتوے کی تصدیق کر ڈالی...... ایک ملاقات میں مولانا نے اپنے خلاف یہ تمام فتوے خاکسار کو دکھائے...... اور اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ ان کے بیانات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا...... اور ان سے پوچھنے کی ضرورت تک نہیں محسوس کی گئی...... مولانا کا یہ خیال تھا کہ یہ سب کچھ ان کی سیاسی مخالفت کی بنا پر کیا جا رہا ہے۔

ان فتووں کے بعد...... سلسلہ رائے پوریہ سے تعلق رکھنے والے تمام مدارس کو وفاق المدارس سے خارج کر دیا گیا، جس پر ۲۰۰۲ء میں ''نظام المدارس الرحیمیہ پاکستان'' کے نام سے ایک الگ اور مستقل بورڈ قائم کیا گیا، جس میں پچاس سے ساٹھ کے قریب دینی مدارس ملحق ہیں اور ان مدارس کا الگ وفاق کامیابی سے محوسفر ہے۔

۱۴ستمبر ۲۰۰۱ء کو...... قرطبہ چوک لاہور کے قریب مرکزی جگہ میں...... ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ...... کا قیام عمل میں لایا گیا...... جو بیک وقت دینی ادارے اور ایک خانقاہ...... دونوں کا کام دے رہا ہے۔ مولانا اپنی وفات کے بعد اسی کے سامنے ایک خالی جگہ جو میں، مفتی عبدالخالق صاحب کی ذاتی ملکیت ہے آرام فرما رہے ہیں۔

مولانا نے زندگی بھر قرآن وسنۃ اور فکر ولی اللہی کی نشر واشاعت کی اور خاص طور پر نوجوانوں کو اسلام کا انقلابی پروگرام دیا۔ مولانا...... عدم تشدد کے قائل تھے...... اور ہر قسم کی جہادی سرگرمیوں خصوصاً افغانستان اور مقبوضہ کشمیر میں ہونے والے جہاد کے سخت خلاف تھے۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے: پاکستان مذاکرات کے ذریعے حاصل کیا گیا، مگر تم کشمیر جنگ کے ذریعے حاصل کرنا چاہتے ہو، کچھ تو خدا کا خوف کرو۔

وہ ہندوستان کے ساتھ اچھے تعلقات کے خواہاں تھے......اور یہ چاہتے تھے کہ دونوں ملکوں میں اچھے اور خوشگوار مراسم قائم ہوں، لیکن چونکہ......امریکی اور مغربی سامراج کو یہ گوارا نہیں ہے، اس لیے اس نے ان دونوں ملکوں کو آپس میں لڑا رکھا ہے تاکہ ان دونوں پر خود حکومت کرتا رہے۔

۴: **مولانا سعید احمد رائے پوریؒ......بطور داعی و مصلح:**

مولانا سعید احمد رائے پوریؒ......کی ذات ایک ایسے داعی اور مصلح کی تھی جو دنیا میں انقلابی تبدیلیاں لانا چاہتے تھے انہیں امریکی اور مغربی سامراج سے سخت نفرت تھی۔ اسی بنا پر وہ ان مسلمان حکمرانوں، ان سیاست دانوں اور علمائے کرام کے بھی سخت خلاف تھے جو سامراج اور سامراجی نظام کی حمایت کرتے اور اُسے اسلامی ملکوں میں رائج کرنے کا ذریعہ بنے ہوے ہیں......اس کے مقابلے میں......وہ ان لوگوں کو بڑے احترام کی نظروں سے دیکھتے تھے، جو امریکی سامراج کی مخالفت کرتے ہیں...... چنانچہ وہ امریکہ کے مقابلے میں روس کو، سرمایہ دارانہ نظام کے بجائے......انقلابی پروگرام کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

مولانا......حالات حاضرہ سے پوری طرح باخبر رہتے اور بہت عرصے سے بڑی پابندی کیساتھ ریڈیو پر بی بی سی کا پروگرام سنتے تھے......وہ مختلف دینی اور علمی جرائد و مجلات کا بھی بڑی پابندی کے ساتھ مطالعہ کرتے تھے۔

انہوں نے اپنی مخالفت کو کبھی اہمیت نہیں دی۔ ان کے رویئے میں کبھی لچک اور نرمی پیدا نہیں ہوئی وہ اپنے نظریات پر بڑی سختی سے کاربند رہے......انہوں نے ان موضوعات پر لکھا اور ان ہی موضوعات پر گفتگو کی جن کا تعلق حالات حاضرہ یا موجودہ معاشی اور سیاسی پروگرام سے تھا اور ان موضوعات سے دور رہے کہ جن کا مقصد فرسودہ مباحث میں الجھا کر لوگوں کو مقصد سے دور رہنا تا مجھے یاد ہے کہ کئی برس پہلے خاکسار نے عیسائیت کے خلاف کئی مضامین لکھے اور ان کی ایک قسط مولانا کو بھی دکھائی۔ مولانا نے فرمایا یہ موضوعات وقت کے ضیاع کے سوا کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ ان کا موقف تھا کہ......سامراج......ہمیں اس طرح کے مسائل میں الجھانا اور مستقبل سے غافل کرنا چاہتا ہے...... چنانچہ...... یہ مضامین اب تک غیر مطبوعہ رکھے ہیں۔ مولانا کی اس گفتگو کے بعد مجھے اس عنوان پر مزید کام کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ (۱۲)

مولانا کی یہ دعوت خصوصاً جدید پڑھے لکھے طبقے میں بے حد مقبول تھی......اور لوگ مولانا کے انقلابی طرز فکر پر بڑے حیران ہوتے تھے......وہ انقلابی فکر کے داعی تھے اور سامراج کے سخت مخالف تھے۔

۵: **مولانا کا خاندان:**

مولانا...... کے ہاں تین بیٹے (راؤ مسعود احمد، راؤ محمود احمد، راؤ محبوب احمد) اور تین صاحبزادیاں پیدا

ہوئیں۔ راؤ حفیظ الرحمان، مفتی عبدالخالق اور امتیاز صفدر مولانا کے داماد ہیں (۱۳)۔ مفتی عبدالخالق...... جو مولانا کے عزیز بھی ہیں اور شاگرد بھی...... مولانا کے علمی اور فکری جانشین ہیں۔ آپ بنوری ٹاؤن کے مدرسہ سے فارغ التحصیل ہیں......اور برسوں سے سفر وحضر میں مولانا کے ساتھ رہے ہیں......مولانا زندگی بھران پر اعتماد کرتے رہے ہیں۔ اب سلسلہ رائپوریہ کی انہی سے امیدوابستہ ہیں......اللہ تعالیٰ انہیں ان امیدوں اور توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے اور مولانا شاہ سعید احمد رائے کو اپنے جوارِ رحمت میں، اعلیٰ ترین مقامات اور درجے نصیب فرمائے۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ مولانا شاہ عبدالرحیم کے حالات کے لیے دیکھیے، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، سوانح شاہ عبدالقادر رائے پوری، مطبوعہ لاہور: مفتی عبدالخالق ... سوانح شاہ عبدالرحیم، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۹ء......وغیرہ نیز مطبوعہ کتب خانہ یحیویٰ، سہارن پور۔

۲۔ شاہ عبدالقادر رائے پوری کے حالات کے لیے دیکھیے...... مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، سوانح شاہ عبدالقادر رائے پوری...... مطبوعہ لاہور۔

۳۔ مفتی عبدالخالق مشائخ رائپور، مطبوعہ، لاہور۔

۴۔ ان کے حالات وکوائف کے لیے راقم الحروف مفتی عبدالخالق کی تحریر ''مولانا شاہ سعید احمد کے نقوش زندگی کا ایک مختصر خاکہ''......کا ممنون ہوں۔

۵۔ مولانا سعید احمد رائے پوری سے ذاتی ملاقات۔

۶۔ ایضاً۔

۷۔ مفتی عبدالخالق، نقوش زندگی کا ایک مختصر خاکہ (قلمی)، ص ا۔

۸۔ دیکھیے مولانا حفیظ الرحمان سیوہاروی کی کتاب، اسلام کا معاشی نظام، مطبوعہ، لاہور۔

۹۔ مفتی عبدالخالق، مآخذ مذکور۔

۱۰۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے پہلے... سال سوا سال کا وقت سیاسی سرگرمیوں کے لیے دیا گیا......ان کا مقصد محض یہ تھا کہ پاکستان میں مختلف نظریات کی کاشت کی جا سکے......ان انتخابات سے قبل کی سیاسی سرگرمیوں پر ابھی تک کوئی جامع کام نہیں ہوا، اگر کوئی مثبت انداز میں کام کیا جائے تو اغیار کی سازشوں کے کئی پہلو عیاں ہو سکتے ہیں۔

۱۱۔ یہ تمام حصہ خاکسار کی ذاتی یادداشتوں پر مشتمل ہے۔

۱۲۔ ایضاً۔

۱۳۔ مفتی عبدالخالق سے ذاتی ملاقات۔

جناب ابوفاطمہ

شہید محراب رسول ﷺ حضرت عمر فاروقؓ کی سیرت سے چند جھلکیاں

(حضرت عمرؓ کے فضائل احادیث کی روشنی میں)

حضرت عمر فاروقؓ وہ شخصیت ہیں جن کے اسلام لانے کی دعا اور آرزو وتمنا نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ نے خود فرمائی الھم اعز الا سلام باحد العمرین بعمر بن الخطاب او بعمر و بن ھشام اے اللہ اسلام کو دو عمر نامی شخصیات میں سے کسی ایک کے ساتھ عزت عطا فرما۔ عمر بن الخطاب کو مسلمان بنا یا عمرو بن ہشام کو۔ رسول ﷺ کی دعا رب العرش کو پہنچی تو انتخاب اللہ نے اپنی پسند سے فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت کے مطابق حضور ﷺ نے خاص عمر کا نام لے کر یوں فرمایا۔ اللھم اید الاسلام بعمر اے اللہ عمر سے اسلام کی نصرت فرما۔ اس دعا کا اثر تھا کہ وہ عمر جو کہ رسول ﷺ کے قتل کے ارادے سے برہنہ تلوار لئے ہوئے جا رہا تھا رب ذوالجلال نے تابع بنا کر آپ ﷺ کے دربار میں پہنچا دیا واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

<u>حضرت عمر کا قبول اسلام:</u> اسلام عمرؓ کا واقعہ معروف ومشہور ہے کہ ایک دن بانی اسلام کا کام تمام کرنے کی غرض سے چلے راستے میں نعیمؓ بن عبداللہ ملے پوچھا کہ کدھر تلوار تھان کر جا رہے ہو تو جواب میں کہا اس شخص کا کام تمام کرنے کے لئے جا رہا ہوں جس نے قریش میں پھوٹ ڈال دی اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتا ہے نعیمؓ نے اسے کہا کہ پہلے جا کر اپنے گھر کی خبر لے تمہارا بہنوئی سعیدؓ اور بہن فاطمہؓ اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ الٹے پاؤں بہن کے گھر روانہ ہوئے اس وقت اس کی بہن اور بہنوئی گھر میں بیٹھ کر حضرت خباب بن ارتؓ سے قرآن پاک کی تعلیم پا رہے تھے عمر کی آہٹ سن کر بہن نے قرآن مجید کے اوراق کو چھپا دیا اور خباب بن ارتؓ بھی گھر کے کسی کونے میں چھپ گئے عمرؓ نے پڑھنے پڑھانے کی آواز کے بارے میں دریافت کیا اور پھر بہنوئی کو اسلام چھوڑنے کا کہا اُس کے انکار کرنے پر مارنا شروع کیا بہن آگے بڑھی تو اسے بھی زدوکوب کیا بہنوئی کے سر سے خون بہنے لگا آخر بہن نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہمیں مار کر ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دو تو بھی اسلام نہیں چھوڑیں گے اس بات کا عمر کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے وہ صحیفہ طلب کیا جو کچھ دیر پہلے یہ لوگ پڑھ رہے تھے۔ جس پر بہن نے اسے طہارت اور غسل کرنے کا کہا اور پھر اوراق قرآن ہاتھ میں تھما دیئے سورت طٰہٰ کے ابتدائی آیات مبارکہ جس میں قرآن کی حقانیت اور وحدانیت الٰہی کا مضمون تھا اسے پڑھ کر عمر کے دل کی دنیا بدل گئی اور اس نے اسلام قبول کرنے کی آمادگی ظاہر کی یہ سن کر حضرت خباب گھر

کے کونے سے نکل آئے اور کہا کہ اللہ کی قسم کل میں نے حضورﷺ سے عمر کے اسلام لانے کی دعا سنی تھی حضور کے دربار میں حضرت عمر لائے گئے یہ سن ۶ نبوت کا واقعہ ہے دارارقم میں نبی کریم نے عمر کے سینے پر ہاتھ رکھا اور کلمہ شہادت پڑھا کر یہ دعا فرمائی اللھم اخرج مافی صدر عمر من غلّ وابدله ایماناً یا اللہ عمر کے سینے میں جو کچھ بھی میل کچیل ہو دور کردے اور اس کے بدلے ایمان بھر دے اس وقت حضرت عمر کی زندگی کا 27 واں سال تھا۔ ان سے قبل 39 افراد اسلام قبول کر چکے تھے روی ابن ابی خیثمة عن عمر لقد رایتنی وما اسلم مع رسول صلی الله علیه و سلم الا تسعة وثلاثون و کملتهم اربعین یہ وہ دور تھا جب مسلمان بہت کمزور اور ضعیف تھے عمر کے اسلام سے اہل اسلام کو قوت و دبدبہ اور ضیاء وحشمت مل گئی مسلمان اس سے پہلے اسلام کا اظہار نہیں کر سکتے تھے اور اپنے فرائض دینیہ اعلانیہ ادا نہیں کر سکتے تھے خانہ کعبہ میں جا کر نماز پڑھنا تو دور کی بات تھی پہلی دفعہ حضرت عمر نے مسلمانوں کو ساتھ لے کر برسرعام خانہ کعبہ میں نماز پڑھی۔ ابن ھشامؒ نے یہ واقعہ ان الفاظ میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فلمّا اسلم عمر قاتل قریشاً حتی صلی عندالکعبة وصلینا معه عمرؓ اسلام لائے تو قریش سے لڑے اور یہاں تک کہ کعبہ میں نماز پڑھی اور ان کے ساتھ ہم لوگوں نے بھی پڑھی ایک دوسری روایت میں یوں نقل ہے مازلنا اعزة منذ اسلم عمر حضرت عمرؓ جب سے اسلام لائے ہم مسلمانوں کو عزت (قوت) حاصل ہوگئی ابن ماجہ اور حاکم نے نقل کیا ہے کہ عمر کے اسلام پر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا محمدلقد استبشر اهل السماء باسلام عمر اے محمدؐ آسمان والوں نے عمر کے اسلام لانے پر خوشیاں منائیں ابن مسعودؓ نے ایک جگہ بڑی جامع انداز میں تبصرہ کیا ہے کان اسلام عمر عزاً وهجرته نصرً وامارته رحمةً حضرت عمر کا اسلام مسلمانوں کے لئے باعث عزت اور ہجرت باعث نصرت اور ان کی خلافت سراپا رحمت تھی۔

اصابت رائے اور فراست عمر: حضرت عمر فاروق کی اصابت رائے، سوجھ بوجھ اور فراست ان کی زندگی کا اہم ترین باب ہے رسولﷺ نے فرمایا اتقو الفراسة المومن فانه ینظر بنور لله مومن کی فراست سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اللہ کے نور سے دیکھنے والا دل کی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھ لیتا ہے جو ظاہری آنکھ نہیں دیکھ پاتی عمرؓ کا دل مزکیٰ اور نور ایزدی سے مستنیر تھا آپؓ ہمیشہ مشورہ میں ایسی بات فرماتے جو کہ تیر بہدف ہوتی اکثر حضرت عمرؓ کی رائے پر قرآنی وحی بھی نازل ہو جاتی۔

بدر کے قیدیوں اور اذان کے بارے میں رائے: بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ انہیں اپنے مسلمان رشتہ دار اپنے ہاتھوں سے مار ڈالے سو پھر وحی بھی نازل ہوئی ماکان لنبی ان یکون له اسریٰ حتیٰ یثخن فی الا رض

جب مسلمانوں کے سامنے یہ سوال آیا کہ نماز کے لئے لوگوں کو کس طرح جمع کیا جائے؟ مختلف صحابہ نے اپنے

اپنے مشورے حضورﷺ کو دیے کسی نے آگ جلانے کا کہا کسی نے لکڑی پر لکڑی مارنے کسی نے ناقوس بجانے کا کہا کسی نے آدمی کے ذریعے صدائیں لگانے کی رائے دی لیکن نبی کریمﷺ کو ان میں کوئی مشورہ بھی پسند نہیں آیا یہاں تک کہ اگلی صبح حضرت عبداللہؓ بن زید بن عبدربہ دربار نبویﷺ آئے اوران کے بعد حضرت عمرؓ پہنچے اورعرض کیا کہ کل جس کام کے بارے میں مشورہ ہوا رات کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک نورانی فرشتہ پہاڑ پر چڑھ کر کہہ رہا تھا اللہ اکبر اللہ اکبر۔۔۔لا الہ الا اللہ پوری اذان سنائی یہ بتاتا تھا کہ نبی کریمﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اورفرمایا یہی اذان ہے جو ابن زید بن عبدربہ اورفاروق بتا رہے ہیں۔

ستر وحجاب اختیار کرنے کا مشورہ: حضرت عمرؓ کی رائے تھی کہ عورتیں دن کو گھر سے نہ نکلے ام المومنین حضرت زینبؓ کو ارجع الی بیتک کہا تو اُدھر وحی نازل ہوئی **وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی . یا ایھاالنبی قل لازواجک و بناتک و نساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن** حضرت عمرؓ کی غیرت ایمانی پر الٰہی فرمان نازل ہوا۔ اللہ اکبر

منافق کا جنازہ نہ پڑھنے کی رائے: حضرت عمرؓ کا مشورہ تھا کہ منافقین کا جنازہ نہ پڑھا جائے تو آسمان سے اس کی تائید اتری **ولا تصل علی احد منھم مات ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا با اللہ ورسولہ**

موافقات عمر موضوع مستقل: ان چار مثالوں سے آپ کی اصابت رائے کو اور بھی استحکام ملتا ہے اس موضوع کی اہمیت کی پیش نظر سیرت نگاروں نے مستقل باب موافقات عمر کے نام سے قائم کیا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے پچیس مقامات مماثلت کے گنوائے۔ بعض علماء نے اس پر مستقل رسالے بھی تالیف کیے جیسے علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا رسالہ موافقات القرآن لعمر وغیرہ۔

نبی کی طرف سے فاروق کا لقب ملنا: کفار مکہ وقریش کے مقابل میں عزیمت ، پامردی اور اسلام کی حمایت وغیرت کے مظاہر پر حضورﷺ نے آپ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا اس لئے کہ آپ نے مکہ میں حق و باطل کو ایک دوسرے سے الگ اورنمایاں کیا' اور بعض روایات کے مطابق منجانب اللہ یہ لقب عطا ہوا۔

علی الاعلان ہجرت اور کفار کو مقابلہ کی دعوت: سن 13 نبوی کو جب ہجرت مدینہ کا حکم الٰہی آیا تو مسلمانوں نے ایک ایک اور دو دو ہو کر خاموشی سے چھپ کر ہجرت شروع کردی تاکہ قریش مزاحم نہ ہوں لیکن حضرت عمرؓ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے ۲۰ آدمیوں کو ملا کر کھلے عام ہجرت کی۔ تلوار، کمان اور تیر گلے اور کمر پر لٹکا کر خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر قریش کو مخاطب کر کے کہا میں مدینہ جا رہا ہوں جس میں ہمت ہو مجھے روک کر دکھائے جو کوئی اپنی ماں کو ماتم کناں بیٹے کو یتیم اور بیوی کو بیوہ کرنا چاہتا ہے وہ اس وادی کے اُس پار مجھ سے دو دو ہاتھ کرلے۔

قباء میں قیام اور مواخات: مدینہ پہنچ کر قباء میں حضرت رفاعہؓ بن عبد المنذر کے ہاں آپ کا قیام رہا پھر رسول ﷺ نے کچھ عرصہ بعد آپ کو ایک قطعہ زمین عنایت فرمائی تو اس پر مکان تعمیر کر کے وہاں منتقل ہوئے مدینہ میں آپ کی مواخات قبیلہ بنو سالم کے سردار عتبانؓ بن مالک سے قائم ہوئی

مشاہد وغزوات میں شرکت: اہل کفر کے ساتھ جتنے معرکے لڑے گئے ان سب میں حضرت عمرؓ حضور ﷺ کے ہمرکاب رہے کسی غزوہ میں آپ پیچھے نہ رہے اور نہ کبھی گریز کیا غزوہ بدر، غزوہ سویق، غزوہ احد، غزوہ بنی النضیر ، غزوہ بنی المصطلق، غزوہ احزاب، صلح حدیبیہ، فتح مکہ، حنین، غزوہ تبوک غرض تمام جنگی معرکوں میں حضور ﷺ کے دوش بدوش رہ کر نمایاں کارنامے انجام دیئے اولین معرکہ حق وباطل میں آپ کی بعض خصوصیات یوں نقل ہیں۔

۱۔ اس جنگ میں کفار کی طرف سے جو لوگ آئے تھے ان میں حضرت عمرؓ کے رعب کی وجہ سے اُس کے خاندان بنو عدی سے کوئی بھی فرد مسلمانوں کے مقابلے کے لئے نہیں آیا۔

۲۔ اس جنگ میں پہلا آدمی جس کا خون شہادت کی صورت میں بارگاہ الٰہی میں پہنچا وہ حضرت عمر کا غلام مہجع تھا۔

۳۔ حضرت عمر نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو جو قریش کا ایک معتبر سردار تھا اپنے ہاتھوں سے کیفر کردار تک پہنچایا یعنی قتال میں اپنے عزیز ترین رشتہ دار کو بھی معاف نہ کر کے اشدھم فی امر اللہ عمر کی روایت قائم کی۔

واقعہ قرطاس اور خلافت ابوبکرؓ کے مسائل: بعض معاندین دانستہ یا نادانستہ طور پر حضرت عمرؓ کو واقعہ قرطاس (جس میں حضورؐ نے کاغذ قلم طلب فرمایا) کے بارے میں حضرت عمرؓ کو مورد الزام وطعن وتشنیع ٹھہراتے ہیں۔حقیقت یہی ہے کہ حضرت عمرؓ کو حضور ﷺ سے حد درجہ محبت وعقیدت تھی' اسی لئے مرض وفات اور درد کی شدت کو ملحوظ رکھ کر حضور ﷺ کو تکلیف دینا گوارا نہیں کیا۔اس واقعے کے بعد بھی حضور ﷺ دنیا میں پانچ روز تک جلوہ افروز رہے۔اگر بقول معاندین کے حضرت علیؓ کی خلافت کا یا اور کوئی اہم بات کی وصیت ضروری تھی تو وہ اس دوران لکھوا دیتے۔اسی طرح حضور ﷺ کی رحلت کے بعد خلافت کی گتھی سلجھانے کے حوالے سے بھی حضرت عمرؓ کو نشانہ بنایا جاتا ہے' ورنہ تو حقیقت تو یہی ہے کہ ابوبکرؓ کی خلافت کے صریح اشارات حضور ﷺ کے ارشادات میں موجود تھے۔

دس برس کی قلیل مدت میں دو بڑی طاقتوں کا زیروزبر کرنا: ساڑھے دس برس کی قلیل عرصہ خلافت میں حضرت عمرؓ نے اپنی غیرت ایمانی وقوت کے بل بوتے پر دنیا کے دو بڑی قدیم طاقتور حکومتوں کا غرور خاک میں ملا دیا۔ قیصر وکسریٰ کے تخت وتاج اور سامان زیب وعیش وآرائش مدینہ کی گلیوں میں بچوں کے ہاتھوں کھلونے اور گیند بن کر رہ گئے۔دنیا کی تاریخ میں حضرت عمرؓ کے علاوہ سات فاتحین کا ذکر نمایاں ملتا ہے' ہنی بال' سکندر' چنگیز' تیمور' نپولین' نادر شاہ اور ابدالی لیکن ان میں حضرت عمرؓ کا کردار واخلاق ہمالیہ کی طرح بلند وبالا ہے۔ ع چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

مدینہ میں بیٹھ کر فوجوں کی کمان سنبھالنا: یہ ساتوں فاتحین بنفس نفیس جنگوں میں فوج کی کمان کرتے تھے۔لیکن

فاروق اعظمؓ پوری مدت خلافت میں ایک دفعہ بھی شریک جنگ نہیں ہوئے۔ مدینہ میں بیٹھ کر فوج کی کمان سنبھالتے رہے۔ ایک مرتبہ تو ایسا بھی ہوا کہ آپ مسجد نبوی میں خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک خطبہ روک کر فرمایا **یا ساریۃ الجبل** اس کے بعد خطبہ کی تکمیل فرمائی۔ اختتام پر سامعین میں سے کسی نے پوچھا کہ امیر المومنین حضرت ساریہؓ تو اس وقت ملک شام میں فوج کی کمان کررہے ہیں۔ آپ نے انہیں کیسے پکارا؟ تو فرمایا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے میدان جنگ مجھ پر منکشف (ظاہر) کردیا۔ تو میں نے دیکھا کہ ساریہؓ کی جنگی پوزیشن (طریقہ کار کے اعتبار سے) غلط ہے۔ اُن کے اور پہاڑی کے درمیان بہت خلاء ہے۔ چونکہ اس بات کا قوی امکان تھا کہ دشمن کا وا کاٹ کر پیچھے سے حملہ کردے اور انہیں گھیرے میں لے لے۔ اس لئے میں نے اُس کو متنبہ کیا۔ بعد میں جب ساریہؓ مدینہ واپس آئے تو انہوں نے شہادت دی کہ ہم نے فاروق اعظمؓ کی آواز میدان جنگ میں سن کر اس پر عمل کیا۔ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

مفتوحہ علاقوں کے بعض نام: حضرت عمرؓ نے جو علاقے فتح کئے ان میں ایک ہزار چھتیس شہر شامل ہیں' اُن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: دمشق' روم' قادسیہ' حمص' جلولا' رقہ' رہا' حران' راس العین' خابو' عسقلان' طرابلس اور اس سے ملحقہ سارا ساحلی علاقہ' دوسری طرف بیت المقدس' بنیسان' یرموک' جابیہ' اہواز' قسادیہ' مصر' نستر' نہاوندری اور اس سے ملحقہ علاقے۔ مشرق میں اصفہان' بلاد فارس' اصطخر' ہمدان' مغرب میں نوبہ' بربر' بربس' مدائن' بابل' فحل' لاذقیہ' انطاکیہ' حلب' آذربائیجان' طبرستان' آرمینیہ' کرمان' سیستان' خراسان' خاران' مکران وغیرہ۔

محاسبہ کا فکر: حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں حکمرانوں کے لئے وہ مثالیں پیش کیں جن کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے عاجز ہے۔ آپ کو اپنے عمل وکردار کے محاسبہ کی اتنی فکر ہوتی کہ ہر وقت زبان پر یہ جملہ رہتا کہ اگر فرات کی موجوں میں بکری کا بچہ بھی مرگیا تو عمر ہی سے اس کے بارے میں حساب وکتاب ہوگا۔

سید القوم خادمھم کا حقیقی عکس: رعایا کے حالات جاننے کے لئے حضرت عمرؓ راتوں کو پہرہ دیتے تھے' حضورؐ کے فرمان **سید القوم خادمھم** کا حقیقی عکس تھے' ایک رات دیکھا کہ ایک مسافر شخص حیران و پریشان ہے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اس کی بیوی وضع حمل کی تکلیف ہے اور کوئی دائی وغیرہ نہیں مل رہی ہے۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے گھر جا کر اپنی بیوی کو آج کی اصطلاح میں خاتون اول کو لاکر اس عورت کی دائی بنادیا' اور خود خیمہ سے باہر بیٹھ کر بدو سے پوچھنے لگا کہ عمرؓ کے بارے میں کیا کہتا ہے کیسا ہے؟ اس نے کہا کہ عمرؓ کے رعب سے بڑے بڑے لوگوں کے پسینے چھوٹ جاتے ہیں' ابھی یہی باتیں ہورہی تھیں کہ اندر سے آواز آئی **بشری لک یا امیر المومنین فان لاخیک ولد** (امیر المومنین مبارک ہو آپ کے بھائی کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے) امیر المومنین کا لفظ سن کر وہ بدو بڑا پریشان ہوا۔ حضرت عمرؓ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ کونسی بڑی بات ہوئی ہے' میں نے اپنا فرض نبھایا ہے۔

رعایا کی راتوں کو خبر گیری اور آخرت کی جوابدہی کا خوف: ایک دفعہ رات کو گشت کے دوران ایک گھر سے بچے کے رونے کی آوازیں سنی جو کہ رو رہے تھے' یا امیّ الجوع یا امیّ الجوع یا امی الطعام اے اماں بھوک لگی ہے' کھانا دو۔ حضرت عمرؓ نے دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ گھر میں کون ہے جو بچوں کو رُلا رہے ہیں' گھر سے آواز آئی کہ میں ایک بیوہ ہوں' گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں اور ہانڈی میں ٹھیکریاں ڈال کر بچوں کو بہلا رہی ہوں۔ عمرؓ نے باہر سے کہا کہ بیت المال سے وظیفہ لینے کی درخواست دے دو۔ تو بیوہ نے اندر سے کہا کہ وہ چرواہا کس کام کا جس کو اپنے ریوڑ کا پتہ نہیں یعنی امیر المومنین کو خود ہماری خبر لینی چاہیے۔ پھر کہا کہ قیامت میں خدا تعالیٰ منصف ہوں گے اور میرا ہاتھ عمر کے گریبان میں ہوگا۔ حضرت عمرؓ یہ سن کر کانپ گئے۔ اور بیت المال جا کر متولی اسلم کو کہا جو بیت المال کا رکھوالا تھا' فرمایا کہ بیت المال کھولو اور پھر کھانے پینے کی مختلف اشیاء ایک بوری میں باندھ کر کہا کہ یہ میرے کاندھے پر رکھ دو' جس پر اسلم نے کہا کہ جی ہم خادم موجود ہیں۔ آپ کیوں اٹھائیں؟ عمر نے جواب میں کہا کہ آج تم بوجھ اٹھالو گے کل روز قیامت عمر کے گناہوں کا بوجھ کون اٹھائے گا؟ پھر حضرت عمرؓ نے خود اپنے ہاتھوں سے آگ جلا کر اس بیوہ کے بچوں کو کھانا کھلایا۔ بیوہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کل تیرا دوپٹہ میری گردن میں نہ ہو۔ اور تم مجھے گھسیٹو' مجھے قیامت کے دن نبی ﷺ کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

پھر بیوہ کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ کپڑا میری گردن میں ڈال کر مجھے گھسیٹو میں تمہارا مجرم ہوں' یہ سن کر وہ بیوہ رو رو کر بدحال ہوگئی اور کہا کہ کل میں خدا کو کہوں گی کہ عمر بیواؤں اور اجڑوں کو آباد کرتا تھا۔

قحط و قلت میں ذاتی ایثار و قربانی: حضرت عمرؓ کے زمانے خلافت میں ۱۸ھ کو قحط پڑ گیا۔ جس کو قحط عام الرمادۃ کے نام سے مورخین نے یاد کیا ہے۔ اس قحط کے دوران آپؓ نے جس رعایا پروری غمگساری کا ثبوت دیا۔ وہ زمانہ حال اور ماضی میں کمیاب نہیں بلکہ نایاب ہے۔ ہزاروں اونٹوں پر غلہ لاد کر آپ نے شام اور مصر سے مدینہ اور مکہ پہنچایا اور اہل ضرورت و حاجت میں تقسیم کیا۔ اس قحط کے دوران نو ماہ تک عمرؓ نے گوشت' گھی' مچھلی اور کوئی بھی لذیذ شے نہیں کھائی۔ آپ خود کو مخاطب کر کے کہتے کہ اے عمر تو بُرا حاکم ہے' اگر تو نے قحط میں اچھا کھایا اور تیری رعایا کو ردی اور خراب اناج کھانا پڑا۔ نو ماہ تک مسلسل موٹا جھوٹا کھانے سے آپ کے چہرے کا رنگ تک بدل گیا۔ ایک دفعہ آپ کے ایک غلام کی نظر بازار میں گھی وغیرہ پر پڑی تو عمرؓ کے لئے چالیس درہم کا اپنی جیب سے خرید لیا اور پھر ان کی خدمت میں پیش کر کے کہا کہ اب بازار میں گرانی و نایابی اور قحط کا اثر ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے آپ بھی استعمال کریں۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ فقراء میں خیرات کر دو۔ میرے اور میرے اہل و عیال کے لئے اس وقت تک حلال نہیں ہے جب تک یہ چیزیں سب لوگوں کو میسر نہ آجائیں۔ ان ہی ایام قحط میں آپ کو ایک دفعہ کسی نے شہد کا شربت پیش کیا تو آپ نے معذرت کے ساتھ کہا کہ میرے لئے اس کا استعمال اس وقت جائز نہیں جب تک لوگوں کی زندگی معمول پر نہ آجائے۔ اسی طرح

ایک شخص نے حلوہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا کہ واللہ لا اکلہ الا ان یکون طعاما الناس کلھم مثلہ

قرآن مجید کی جمع وتدوین حضرت عمرؓ کے مشورے سے: قرآن مجید جو اسلام کی بنیاد ہے اس کو جمع کرنا ترتیب دینا صحیح نسخے لکھوانا اور پھر اسے دنیا میں رواج دینا یہ سب کام حضرت عمرؓ کے اہتمام کی بدولت عمل میں آیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں جب مسیلمہ کذاب کے ساتھ لڑائی ہوئی تو سینکڑوں صحابہؓ جن میں حفاظ قرآن بھی تھے شہید ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے اس پر حضرت ابوبکرؓ کی توجہ دلائی کہ اگر اس طرح حفاظ اٹھتے گئے تو قرآن جاتا رہے گا۔ اس لئے اس کی جمع وترتیب ہونی چاہیے۔ حضورﷺ کے زمانے میں قرآن تختیوں' کھجور کے پتوں' ہڈیوں پر منتشر لکھا گیا تھا۔ ابوبکرؓ نے ابتداء میں اس کام پر آمادگی ظاہر نہیں کی اور فرمایا کہ جو کام رسول اللہﷺ نے نہیں کیا میں کیونکر کروں؟ لیکن پھر عمرؓ کے بار بار مصلحت اور ضرورت بیان کرنے پر ان کو شرح صدر ہوئی' لہٰذا حضرت زید بن ثابتؓ جو کہ سب سے زیادہ وحی لکھنے والے صحابی تھے' اُسے اس کام پر مامور کیا گیا۔ اس طرح یہ عظیم کام انجام پذیر ہوا۔

اولیات عمرؓ: زندگی کے مختلف شعبوں اور صیغوں میں حضرت عمرؓ نے جو نئی نئی باتیں ایجاد کیں ان کو مورخین نے اولیات عمر سے تعبیر کیا ہے۔ انتظامی' مدنی' معاشرتی اور دینی اعتبار سے یہ چیزیں انسانیت کیلئے نہ صرف اُس وقت نہایت کارگر اور مفید رہیں بلکہ آج تک اِن کی اہمیت مسلم ہے۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

بیت المال یعنی خزانہ کا قیام۔ عدالتوں اور قاضیوں کا تقرر۔ سن ہجری وقمری کا اجراء۔ دفتر مال اور پیمائش جاری کرنا۔ مردم شماری رائج کرنا۔ نہروں کی کھدائی۔ نئے شہروں کو آباد کرنا۔ مقبوضہ علاقوں کو صوبوں میں تقسیم کرنا۔ دارالاسلام میں غیر مسلم تاجروں کو تجارت کی اجازت دینا۔ جیل خانے کا قیام۔ محکمہ پولیس کا قیام۔ فوجی چھاؤنیاں بنانا۔ مسافروں کے لئے سرائے اور آرام گاہ بنانا۔ مختلف شہروں میں مہمان خانے بنانا۔ اساتذہ' ائمہ اور مؤذنین کے وظائف مقرر کرنا۔ صبح کی اذان میں الصلوۃ خیر من النوم کا اضافہ۔ قیاس کا اصول قائم کرنا۔ نماز تراویح جماعت سے پڑھانا۔ مساجد میں وعظ کا طریقہ رائج کرنا۔ غریب عیسائیوں اور یہودیوں کو روزینے دینا۔ فرائض میں عول کا مسئلہ بیان کرنا۔ راتوں کو رعایا کا حال معلوم کرنے کیلئے گشت کرنا۔ مکاتیب قائم کرنا۔ مساجد میں راتوں کو روشنی کا انتظام۔ ہجوہ (مذمتی اشعار) کہنے پر تعزیری سزا۔ لاوارث بچوں کی پرورش اور تربیت کا انتظام۔ طلاق ثلاثہ کو بائن قرار دینا۔

حضرت عمرؓ کا قتل ایک گہری سازش تھی نہ کہ صرف ابولؤلؤ کی وقتی رنجش:

مسجد نبوی کی تاریخ کا عظیم سانحہ جس نے تاریخ اسلام بلکہ تاریخ عالم کا رُخ موڑ دیا وہ خلیفہ دوم عمر فاروقؓ کی شہادت ہے۔ اواخر ذوالحجہ ۲۳ھ کو مسجد نبویؐ میں نماز فجر کی امامت کرتے ہوئے' آپؓ پر حملہ کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں آپ شدید زخمی ہوئے۔ اس حالت میں بھی اہتمام نماز کیلئے آپ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بڑھایا۔ اور خود محراب رسولؐ میں لہولہان پڑے رہے۔ مختصر نماز پڑھنے کے بعد صحابہ نے قاتل کو دھر لیا اس موقع پر لعین وازلی بدبخت قاتل

ابولؤلؤ فیروز نے اسی زہر آلود خنجر سے خودکشی کرڈالی جس سے حضرت عمرؓ پر چھ وار کئے تھے' اس واقعے کے پس منظر کے بارے میں تاریخ میں یوں مندرج ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے مجوسی غلام مذکور نے ایک روز امیر المومنین سے بازار میں گزرتے ہوئے شکایت کی کہ ''میرے آقا مغیرہ بن شعبہؓ نے مجھ پر بھاری محصول مقرر کیا ہے' آپ کم کردیجئے'' حضرت عمرؓ نے تعداد پوچھی تو اس نے کہا ''یومیہ دو درہم'' حضرت عمر نے پھر پوچھا ''تمہارا پیشہ کیا ہے'' وہ بولا ''نجاری (بڑھئی کا کام) نقاشی اور آہن گری'' آپؓ نے فرمایا کہ ان صنعتوں کے مقابلے میں یہ رقم تو کچھ بھی نہیں۔ اس پر فیروز دل میں سخت ناراض ہوا۔ اور پھر دوسرے روز قاتلانہ حملہ کردیا۔ زخم بڑے گہرے تھے اور اس کی تاب نہ لاکر آپ یکم محرم ۲۴ھ کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

اس عظیم سانحہ کا صرف اس قدر پس منظر کہ یہ یک وقتی اور برائے نام رنجش کا نتیجہ تھا یہ بوالعجبی ہے' درحقیقت واقعات وحالات کا تجزیہ اور معروضی حقائق کا ادراک کرنے والا سمجھ سکتا ہے کہ اس قتل کے پیچھے بہت بڑی سازش اور منصوبہ پنہاں ہے۔ اس کے تانے بانے ایک طرف ایران کے مجوسی شکست خوردہ کے شاہی خاندان سے ملتے ہیں' تو دوسری طرف یہودیت کے وہ علمبردار جنہیں عرب کی زمین سے بے دخل کیا گیا تھا۔ اور تیسری طرف منافقین کی وہ جماعت جو مسجد ضرار کے ڈرامائی کردار ہیں۔ ان سب سے اس سازش کی کڑیاں ملتی ہیں تاکہ مسلمانوں کے مضبوط مرکز اور جمعیت کو توڑا جاسکے۔

<u>سازش پر دلالت کرنے والی دو روایات طبری:</u> ابولؤلؤ کے منصوبے کا اندازہ علامہ طبری کی اس روایت سے بھی لگایا جاسکتا ہے جس میں مندرجہ بالا واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مزید کہا گیا کہ حضرت عمرؓ نے ابولؤلؤ سے پوچھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو کہتا ہے کہ میں اپنی ایسی چکی تیار کرسکتا ہوں' جو ہوا کے ذریعہ چلے اور آٹا پیسے کیا واقعی ایسا ہے' اس پر وہ کہنے لگا کہ ہاں۔ آپؓ نے فرمایا تو میرے لئے بھی ایک ویسی چکی تیار کردو۔ ابولؤلؤ کہنے لگا کہ اگر میں سلامت رہا تو آپ کیلئے ایسی چکی تیار کروں گا کہ مشرق ومغرب کے لوگ اس کے بارے میں باتیں کریں گے۔ پھر وہ وہاں سے چلا گیا' حضرت عمرؓ نے (ان کے جانے کے بعد) فرمایا (تمہیں معلوم ہے) کہ یہ غلام ابھی ابھی مجھے قتل کی دھمکی دے کر گیا ہے۔ لئن سلمت لا عملن لک رحی یتحدث بھا من المشرق والمغرب

یہ الفاظ اس سازش کی بیّن غمازی کررہے ہیں' سازش کا اندازہ تاریخ الامم والملوک کی دوسری روایت سے بھی ہوتا ہے جو کہ سعید بن المسیبؓ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ سے کی ہے' عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ پر حملے والے روز سے ایک روز قبل شام کو میرا گزر ابولولو کے پاس سے ہوا' وہاں اس کے ساتھ جفینہ اور ھرمزان میں تھا' (غالباً) وہ کوئی خفیہ مشورہ کررہے تھے' جب میں اچانک ان کے سامنے آیا تو وہ گھبرا کر بد کے اور ان میں سے کسی ایک کے ہاتھ سے ایک ایسا خنجر گر گیا' جس کے دونوں جانب پھل تھے' اور درمیان میں دستہ تھا۔ چنانچہ قتل والے دن' میں نے کہا کہ جاؤ دیکھو تو کس چیز

سے (حضرت عمرؓ) کو قتل کیا گیا۔ مسجد سے لوگ منتشر ہو چکے تھے۔ بنی تمیم کا ایک آدمی اس کی تلاش میں گیا اور کچھ دیر بعد واپس آیا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے عمر کے قتل کے بعد ابولؤلؤ کو بھاگتے ہوئے پکڑا تھا' تو وہی خنجر اس کے پاس تھا' جس کے اوصاف عبدالرحمٰن نے بیان فرمائے ہیں۔

اگر چہ طبری کے یہ روایات کچھ تنقیدی پہلو بھی رکھتے ہیں' لیکن پھر بھی اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا قتل وقتی امر نہیں بلکہ سوچی سمجھی اور گہری سازش تھی' جس کے تحت مسلمانوں کی قوت کو پارہ پارہ کرنا تھا۔

مدینہ اور شہادت کی موت کا متمنی: حضرت عمرؓ کو شہادت اور مدینہ شریفہ کی موت مطلوب تھی' اس لئے اکثر یہ دعا فرماتے تھے: اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی فی بلد حبیبک محمد ﷺ "یا اللہ مجھے شہادت کی موت عطا فرما' مجھے مدینہ کی موت عطا فرما" آپؓ کی یہ دونوں دعائیں منظور ہوئیں۔

نائب اور خلیفہ چننے کیلئے کمیٹی کا قیام: بہر صورت حضرت عمر پر جو چھ وار کئے گئے تھے اس میں سے ایک ناف کے نیچے پڑا تھا' طبیب بلایا گیا' جس نے نبیذ اور دودھ پلایا تو یہ دونوں چیزیں زخم کی راہ سے باہر نکل آئیں۔ اب ان زخموں سے جانبر ہونے کا امکان نہ رہا' لوگوں نے آپ کو نائب کا تقرر کرنے کا عرض کیا تو آپ نے مندرجہ ذیل چھ صحابہ کا بتایا کہ ان میں سے جس کی نسبت کثرت رائے ہو وہ خلیفہ منتخب کر لیا جائے۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ حضرت زبیرؓ۔ حضرت طلحہؓ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ۔

حضور ﷺ کے پہلو میں تدفین کی خواہش اور بی بی عائشہؓ کا ایثار: حضرت عمر نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بلا کر کہا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ عمرؓ آپ سے اجازت طلب کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کی جائے۔ عبداللہ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے' تو وہ رو رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ کا سلام اور پیغام پہنچایا جس پر حضرت بی بی عائشہؓ نے کہا "اس جگہ کو میں اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتی تھی' لیکن آج عمرؓ کو اپنے اوپر ترجیح دوں گی"

ابن عمرؓ نے واپس اپنے والد کو یہ پیغام پہنچایا تو اس پر خلیفہ نے فرمایا "یہی سب سے بڑی آرزو تھی"

مورخین نے لکھا ہے کہ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے بیٹے کو تلقین کی کہ جب میں انتقال کر جاؤں تو پھر ایک دفعہ دوبارہ بھی جا کر حضرت عائشہؓ سے پوچھ آنا کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ دفن ہونا چاہتا ہوں۔ اگر طیب خاطر سے اجازت دے دیں تو ٹھیک ہے ورنہ تو مسلمانوں کے عام قبرستان میں دفن کر دینا۔ آپؓ کا جنازہ حضرت صہیبؓ نے پڑھایا۔

حضرت عمرؓ کے فضائل احادیث کی روشنی میں

حضور ﷺ کا عمرؓ کو دعا میں یاد رکھنے کا فرمان: ابوداؤد شریف میں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرہ پر جانے کیلئے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی' تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ لاتنسانا من دعائک یا اخی "اے میرے بھائی' ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا" حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ ایک ایسا جملہ ہے جس کے بدلے میں

مجھے اگر کوئی پوری دنیا بھی دینا چاہے تو میں اس کے لئے تیار نہیں ہوں۔ کلمة مایسرنی ان لی بها الدنیا

عمرؓ کی زبان و دل پر حق جاری ہے: حضرت عبداللہ ابن عمر سے ترمذی شریف میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل جلالہ نے عمرؓ کی زبان اور دل پر حق جاری کر دیا ہے۔ ابوداؤد میں حضرت ابوذرؓ سے یہ روایت کچھ یوں ہے کہ اللہ نے حضرت عمرؓ کی زبان پر حق رکھ دیا ہے۔

عمر کو دیکھ کر شیطان راستہ چھوڑ دیتا ہے: بخاری اور مسلم کی ایک طویل روایت میں حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اے عمر جب تمہیں شیطان کسی راستے میں چلتا ہوا دیکھتا ہے تو وہ اُس راستے کو چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ اور دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ابوبکرؓ و عمرؓ میرے آنکھ اور کان ہیں: حضرت عبداللہ بن حنطبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ میرے لئے بمنزلہ آنکھ اور کان کے ہیں۔

آسمان اور زمین والے دو وزیر: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں میں سے ہوتے ہیں اور دو زمین والوں میں سے۔ چنانچہ میرے آسمان والے دو وزیر جبرائیل و میکائیل ہیں اور زمین والے دو وزیر حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنھما ہیں۔

نبوت جاری رہنے کی صورت میں عمر نبی ہوتا: حضرت عقبہؓ بن عامر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر بالفرض میرے بعد نبی ہوتا تو یقیناً وہ عمر بن خطاب ہوتا۔

صحابہ کا جنتی آدمی کو دیکھنا: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ دیکھو تمہارے سامنے ایک جنتی آدمی آیا چاہتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ آئے پھر فرمایا تمہارے سامنے ایک دوسرا جنتی آدمی آئے گا۔ پھر حضرت عمرؓ تشریف لائے۔

حضور ﷺ کا فرمان میرے بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا: حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد میرے صحابہ میں سے ابوبکرؓ و عمرؓ کی پیروی کرنا۔ اور عمارؓ کی روش اختیار کرنا۔ اور ابن مسعودؓ کے اقوال سے استدلال کرنا۔

عمرؓ کو جنت کی بشارت: حضرت احمد ابن حنبلؒ نے سعیدؓ ابن زید کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمر فی الجنة "عمر جنت میں ہے"

جنت والوں کا چراغ: ابونعیم نے حِلیہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عمر سراج اهل الجنة "عمر جنت والوں کا چراغ ہے"

عمر کا کنوئیں سے زور و طاقت سے ڈول نکالنا اور مخلوق کو سیراب کرنا: بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ نبی

کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک کنوئیں کے اوپر ہوں میں نے اُس سے ڈول نکالے جتنا منشاء الٰہی تھا' پھر ڈول ابوبکر نے لیا اور ایک یا دو ڈول ضعف کے ساتھ نکالے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے ضعف کو معاف کردیا' پھر وہ ڈول عمر نے لے لیا۔ ڈول چرخہ بن گیا میں نے کوئی ایسا عجب شخص نہیں دیکھا کہ اس زور وطاقت کے ساتھ چرخہ نکالتا ہو۔ اس نے سب لوگوں کو سیراب کردیا حتیٰ کہ اس کی تو ند نکل آئی۔

علمائے کرام نے اس کی تعبیر فتوحات اسلامیہ سے کی ہے۔

اہل جنت میں سردار ابوبکرؓ وعمرؓ: ترمذی میں حضرت علیؓ سے نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء ورسل کے سوا بقیہ سب اُدھیڑ (بڑی عمر) میں فوت ہونے والے تمام اہل جنت کے سردار ابوبکرؓ وعمرؓ ہیں۔

عمرؓ کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر: ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ چاندنی رات میں حضور ﷺ کا سر مبارک میری گود میں تھا' میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں جتنی ہوں گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ عمرؓ ہیں۔ پھر حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ ابوبکرؓ کی نیکیاں کہاں ہیں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عمرؓ کی تمام نیکیاں حضرت ابوبکرؓ کی ایک نیکی کے برابر ہے۔

عمرؓ کو دین کامل عطا ہوا: حضرت ابوسعد خدری روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا' میں نے خواب میں چند لوگوں کو دیکھا جنھوں نے قمیص پہنی ہوئی تھی' کسی کی قمیص سینے تک تھی' کسی کی قمیص اس سے نیچے تھی' پھر میں نے عمرؓ کو دیکھا جس کی قمیص زمین پر گھسٹ رہی تھی' تو صحابہ نے پوچھا کہ اس کی تعبیر کیا ہے' فرمایا دین ہے یعنی اللہ نے حضرت عمر کو دین کامل عطا فرمایا ہے۔

عمرؓ کے علم کا کمال: حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے دودھ کا پیالہ دیا گیا' میں نے اس دودھ کو پیا اور اس کا بچا ہوا حضرت عمرؓ کو دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ اس کی تعبیر کیا ہے' تو حضور نے فرمایا کہ علم ہے یعنی اللہ نے عمر کو پیغمبر کا علم عطا فرمایا۔

جنت میں سونے کا محل: حضرت انس کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں جنت میں سونے کا محل دیکھا' تو میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے کہا کہ یہ عمر بن خطاب کا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ عمر میں تیری غیرت کی وجہ سے اس میں داخل نہ ہوا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے رو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ سے میں کس طرح غیرت کرتا۔

عمرؓ صاحب الہام وفراست: حضرت عمر کی فہم وفراست کے بارے میں حضرت بی بی عائشہؓ سے ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا پہلی امتوں میں صاحب الہام وفہم وفراست ہوتے تھے میری امت میں ایسا کوئی ہے تو وہ عمر ہیں۔ اس حدیث سے آپ کی ذات میں یہ خوبی سب سے بڑھ کر پائے جانے کا اشارہ مل رہا ہے

جناب بریدا حمد نعمانی*

2025ء تک اسرائیل کا ممکنہ سکوت؟

امریکی حکام کی پیش گوئی

قبلہ اول مسلسل یہودی ہتھکنڈوں کی زد میں ہے۔ مبارک سرزمین پر صہیونی جارحیت کا تسلسل اب بھی نہ صرف برقرار بلکہ روز بہ روز پھیلتا جارہا ہے۔ اس حوالے سے گزشتہ ماہ اسرائیل نے بیر صباح کے علاقے میں، خلافت عثمانیہ کے زمانے میں تعمیر شدہ ایک مسجد میں شراب میلے کے انعقاد کا اعلان کیا تھا۔ ان سطور کے لکھے جانے تک جو خبر سامنے آئی، اس کے مطابق یہ میلہ شدید اعتراضات کے باعث مسجد کے صحن کی بجائے قریب واقع ایک پارک میں منعقد کیا گیا۔ تاہم یہ اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں کہ منعقدہ میلے کے دوران رقص و سرود اور مے نوشی میں مصروف بعض یہودی نوجوانوں نے مسجد میں داخل ہوکر، خانہ خداوندی کا تقدس پامال کیا ہے۔ یاد رہے کہ 5، 6 ستمبر کو منعقد ہونے والے چھٹے سالانہ شراب میلے میں اسرائیل اور بیرون ملک سے 30 شراب بنانے والی بیرونی کمپنیوں نے شرکت کی۔ جب کہ میلے میں محفل موسیقی کا بھی اہتمام کیا گیا۔ واضح رہے کہ گزشتہ برس جون میں اسرائیلی سپریم کورٹ کا ایک فیصلہ سامنے آیا تھا۔ جس کے تحت مسلمانوں کی مساجد میں شراب میلہ اور اس کے جلو میں منعقد ہونے والی دیگر محفلیں خلاف قانون قرار دی گئی تھیں۔

مذکورہ مسجد 1906ء میں عثمانی دور خلافت میں تعمیر کی گئی تھی۔ یہ مسجد 1948ء تک نماز کے لیے کھلی رہی، اس کے بعد اسے جیل اور بعد ازاں 1952ء تک عدالت بنا دیا گیا۔ جب کہ 1953 سے 1991ء تک ''نقب میوزیم'' کے طور پر یہ مسجد استعمال ہوتی رہی۔ اس کے بعد سے بند چلی آرہی ہے۔ اسرائیل میں عرب اقلیتوں کے سینٹر ''العدالہ'' نے 2002ء میں ایک پٹیشن دائر کی تھی، جس میں ذکر کردہ مسجد کو نماز کے لیے دوبارہ کھولنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

دوسری طرف مغربی کنارے میں یہودی آبادکاری کے خلاف سرگرم ایک فلسطینی تنظیم نے خبردار کیا ہے کہ اسرائیلی کنیسٹ (پارلیمان) میں مسجد اقصیٰ کو نقصان پہنچانے کے پیش کیے گئے بلوں پر بحث شروع ہو چکی ہے، جس

* آر ۲۸۰ سیکٹر 14/B شادمان کالونی' نارتھ ناظم آباد کراچی

سے قبلہ اول کو شدید خطرات کا سامنا ہے۔''قومی دفتر برائے تحفظ سرزمین ومخالفت یہودی آبادکاری'' کا کہنا ہے کہ اسرائیلی مجلس قانون ساز میں مسجد اقصیٰ کو یہودیوں اور مسلمانوں میں تقسیم کرنے، اسی طرح مسجد اقصیٰ اور مسجد گنبد خضری کے علاوہ حرم قدسی کے بقیہ حصے کو یہودیوں کے لیے کھولنے کے 2 الگ الگ بلوں پر بحث کا مقصد، مسجد اقصیٰ پر مکمل تسلط جمانا ہے۔انتہا پسند یہودی رکن پارلیمان آرے الڈاڈ کی جانب سے پیش کیے گئے مسودہ قانون میں تجویز دی گئی ہے کہ مخصوص یہودی تہواروں کے موقع پر مسجد اقصیٰ کو مسلمانوں کے لیے بند کرکے صرف یہودیوں کے لیے کھولنے کی اجازت دی جائے۔ آرے الڈاڈ نے یہ مطالبہ بھی کیا ہے کہ ھیکل سلیمانی کی تعمیر کے لیے مسجد اقصیٰ کو اس جگہ سے ہٹانا ہوگا۔ادھر دائیں بازو کے اسرائیلی رکن پارلیمان زعیف الکین کی جانب سے یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ مسجد اقصیٰ کو''زمانے کے اعتبار'' سے یہودیوں اور مسلمانوں میں تقسیم کردیا جائے۔مختلف اوقات اور دنوں کو مسلمانوں اور یہودیوں کے لیے مخصوص کرنے کی اس تجویز پر بھی بحث شروع ہوچکی ہے۔فلسطینی ذرائع ابلاغ کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیلی اراکین پارلیمان مسجد اقصیٰ کو بھی مسجد ابراھیمی کی طرح مسلمانوں اور یہودیوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔

آسمانی تعلیمات کو جھٹلا کر یہودیوں نے اپنے پر خدا کی جو پھٹکار مسلط کی ہے، وہ پاتال میں بھی ان کا ساتھ نہیں چھوڑ رہی۔اگر چہ بیت المقدس پر قبضہ جمانے کے لیے یہودی ریشہ دوانیاں عروج پر ہیں، مگر یہ بھی کھلی حقیقت ہے کہ خود امریکی حکام اسرائیلی ریاست کے سقوط کی پیش گوئی کررہے ہیں۔چناں چہ امریکی انٹیلی جنس حکام کی جانب سے جاری ایک نئی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ دنیا بھر سے جمع کرکے فلسطین میں آباد کیے گئے یہودیوں نے توقع ظاہر کی ہے کہ اسرائیل 2025ء تک دنیا کے نقشے سے مٹ جائے گا، جسکے باعث ان کا مستقبل تاریک ہوتا جارہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسی خدشے کے تحت فلسطین میں بسائے گئے یہودی اپنی اصل ممالک کی جانب واپس لوٹ رہے ہیں۔

امریکی انٹیلی جنس اداروں کی تیار کردہ رپورٹ کے مطابق اسرائیل سے واپس جانے والے یہودیوں کی سب سے بڑی تعداد افریقی ممالک سے تعلق رکھتی ہے۔ جہاں سے گزشتہ چند برسوں کے دوران 5 لاکھ یہودیوں کو لا کر آباد کیا گیا تھا۔اس کے علاوہ ایک ملین یہودیوں کا تعلق وسطی ایشیائی ریاستوں سے ہے۔یہ تمام یہودی اپنے اپنے ممالک کے بارے میں جانے کی منصوبہ بندی کررہے ہیں۔اگلے 10 سال کے دوران یہ یہودی واپس چلے جائیں گے۔رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اسرائیل میں یہودی آبادکاروں کے ہاں شرح پیدائش میں بھی خاطر خواہ کمی واقع ہوئی ہے۔خود اسرائیل میں موجود 5 لاکھ یہودیوں کے پاس امریکا اور یورپی ممالک کے پاسپورٹ موجود ہیں، جو کسی بھی خطرے کی صورت میں امریکا یا یورپ منتقل ہوجائیں گے۔

رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ اسرائیل کے پڑوسی ممالک میں عوامی انقلابات کے بعد دینی قوتوں کے

زور پکڑنے کے بعد صہیونیوں کو اپنے مستقبل کے بارے میں طرح طرح کے خدشات لاحق ہیں اور یہودی اپنی اولاد کو دوسرے ممالک کی شہریت دلوانے کے لیے کوشاں ہیں۔ یہودیوں کو یہ ڈر ہے کہ عرب ممالک بالخصوص مشرق وسطیٰ میں اسلامی قوتوں کے برسر اقتدار آنے کے بعد اسرائیل کے ساتھ کوئی بڑی جنگ ہو سکتی ہے اور یہ جنگ اسرائیل کی تباہی اور اس کے سقوط پر منتج ہوگی۔ کیونکہ 6 عشرے گزر جانے کے باوجود اسرائیل کے عالم اسلام اور عالم عرب کے ساتھ تعلقات نہیں بن سکے ہیں۔ امریکی حکام کا کہنا ہے کہ اسرائیل میں بسائے گئے یہودیوں کے ہاں اپنے ملک کے اختتام کے بارے میں خدشات صہیونی لیڈرشپ کی وجہ سے ہیں۔ کیونکہ یہودی آبادکاروں کی ایک بھاری اکثریت اسرائیلی حکومت کو قابل اعتبار اور باصلاحیت نہیں سمجھتی ہے۔

مندرجہ بالا رپورٹ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ نہتے اور بھوکے پیاسے فلسطینی مسلمانوں کی بے مثال قربانیاں، لازوال جدوجہد اور استقامت رنگ لے آئی ہے۔ قبلہ اول کو پنجہ یہود سے بازیاب کرانا صرف فلسطینی مسلمانوں کی ذمہ داری نہیں، بلکہ پوری دنیا میں جہاں کہیں مسلمان آباد ہیں، سب کے سب اس اجتماعی فریضے کی ادائی میں بقدر وسعت و طاقت شریک ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جیسے ہی یہ خبر سامنے آتی کہ اسرائیل ایک مسجد میں شراب میلہ منعقد کر رہا ہے، عالم اسلام بیدار و متحرک ہو جاتا، مگر افسوس خبروں کے ہجوم میں ایسی کوئی خبر سننے کو نہیں ملی۔ کسی اسلامی ملک اور کسی اسلامی فرماں روا نے اظہار مذمت کی ضرورت تک نہ سمجھی۔ یہ امر ناگزیر ہے کہ ہر مسلمان مسئلہ فلسطین کو اپنے ایمان کا تقاضا سمجھتے ہوئے دامے، درمے، سخنے قدم بڑھائے۔ کیوں کہ اگر آج بھی ہم نے دجال کی ذریت کو نکیل ڈالنے کے لیے فکرمندی، حوصلہ مندی اور دانش مندی سے کام نہ لیا تو کل بدی کے سب سے بڑے ہرکارے "دجال اعظم" سے ایمان بچانا ہمارے لیے مشکل تر ہو جائے گا۔ جس کی آمد کی راہ ہموار کرنے کیلئے دبے قدموں صہیونی پالیسی ساز راستے کے "پتھر" چن رہے ہیں۔ جس کے قصر صدارت کو سجانے کے لیے آج خاکم بدہن قبلہ اول کو ڈھانے کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ کون ہے جو وقت کی اس پکار پر لبیک کہنے کے لیے تیار ہے؟

خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے

اب قارئین ماہنامہ "الحق" فیس بک پر بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں

facebook\Alhaq Akora Khattak

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

حضرت مہتمم صاحب ودیگر اساتذہ کرام کا سفرِ حج: الحمدللہ امسال بھی دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم صاحب و نائب مہتمم اور کئی اساتذہ نے حج کی سعادت حاصل کی۔ اِن میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ' مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ' مولانا حامد الحق حقانی' مولانا مفتی مختار اللہ حقانی' مولانا عرفان الحق' مولانا سلمان الحق' مولانا سید احمد شاہ' مولانا قاری شفیع اللہ' مولانا حمایت الحق' صاحبزادہ اسامہ سمیع' عبدالحق ثانی شامل تھے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا کراچی میں اجلاس: وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا اجلاس کراچی میں مورخہ ۱۵ ر نومبر ۲۰۱۲ء کو زیر صدارت مرکزی صدر شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ میں منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مہتمم مولانا سمیع الحق صاحب' اور نائب مہتمم اور وفاق کے مرکزی نائب صدر حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے شرکت کی۔ اجلاس میں مدارس دینیہ پر چھاپے اور جامعہ احسن العلوم کے بے گناہ معصوم طلباء کی شہادتوں کا ذکر بالخصوص زیر بحث لایا گیا۔

صحافیوں اور مہمانوں کی دارالعلوم آمد: ۱۰ ر نومبر ۲۰۱۲ء کو ڈاکٹر اینڈریو' چیئرمین ادارہ سالٹ ہالینڈ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ سے ملنے کے لئے ان کی رہائش گاہ پر تشریف لائے۔
ان کے ہمراہ جناب کامران مائیکل سینیٹر (سابق صوبائی وزیر خزانہ پنجاب) بشپ ڈاکٹر آزاد مارشل بشپ آف گلف و ایران' مسٹر شیلنگ ہالینڈ' پادری روفیس صاحب اور پادری شہزاد گل صاحب بھی تھے۔ انہوں نے دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ کیا اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ و دیگر اساتذہ کرام سے تبادلہ خیال کیا۔ دوران گفتگو ڈاکٹر اینڈریو نے اس بات کا کھل کر اعتراف کیا کہ ہم نصاریٰ مسلمانوں سے تمام تر زیادتیوں پر معافی مانگتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی اپنے مذہب اور خصوصاً مسجدوں کے ساتھ وابستگی ہم نصاریٰ کیلئے ایک بہت بڑا درسِ عبرت ہے۔ انہوں نے امریکہ اور مغربی ممالک کی اسلام پر دوطرفہ یلغار پر کھل کر تنقید کی کہ یہ ان کے سیاسی ایجنڈے کا حصہ ہے' عیسائیت کی یہ تعلیمات نہیں کہ وہ مسلمانوں یا عالم اسلام کا خاتمہ کرے۔

جامعہ میں تعطیلات عید الاضحیٰ کے بعد دوبارہ اسباق شروع:

۱۰ ر نومبر ۲۰۱۲ بروز ہفتہ سے جامعہ دارالعلوم حقانیہ میں ۱۵ دن کی عید الاضحیٰ کی تعطیلات ختم ہونے کے بعد دوبارہ اسباق حسب سابق شروع کئے گئے۔

ادارہ

تعارف وتبصرہ کتب

سہ ماہی: ھوالھدیٰ ''شیخ الحدیث مولانا عبدالغنی نمبر'' ضخامت: ۵۵۰ صفحات قیمت: درج نہیں

ناشر: جامعہ اسلامیہ علامہ ٹاؤن، چمن بلوچستان

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغنی صاحب نوراللہ مرقدہ، دارالعلوم حقانیہ کے قدیم مایہ ناز فضلاء میں سے تھے، آپ کے معاصرین اور آپ کے زمانہ طالب علمی کے ساتھی بھی آپ کی خداداد قابلیت اور علمی استعداد و صلاحیت کے معترف تھے، آپ اپنے شیوخ بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ اور امام المتکلمین، صدر المدرسین مولانا عبدالحلیم صاحب زروبوی قدس سرہ کے خصوصی خدام میں سے تھے۔ فراغت کے بعد آپ نے درس وتدریس کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا، اور چونکہ اس وقت بلوچستان میں باقاعدہ مدارس کا انتظام نہ تھا، بلکہ طلبہ مساجد میں اپنے اساتذہ سے درس لیا کرتے تھے، اور ہر ایک عالم کا اپنی مسجد میں اپنا حلقہ درس ہوا کرتا تھا، ان تمام حلقہ ہائے درس میں مولانا عبدالغنی صاحب مرحوم کا حلقہ کافی وسیع ہوتا تھا، اور اپنے علاقے بلوچستان کے دوسرے شہروں اور اس طرح افغانستان قندہار کے طلبہ آپ سے استفادہ کے لئے انکے ہاں آتے تھے، رفتہ رفتہ ان کے درس کی شہرت چارسو پھیل گئی اس لئے انہوں نے وہاں پر ایک بے آب وگیاہ سرزمین میں عظیم الشان جامعہ کی بنیاد رکھی۔ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ آپ ملک میں اسلامی نظام کے لئے بھی جدوجہد کرتے رہے، اور اس کے لئے آپ نے عملی سیاست میں قدم بھی رکھا تھا۔ اور قومی اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے تھے، ان کی ہر دلعزیزیت کی یہ روشن مثال ہے کہ اس علاقہ کی موثر ترین قوم پرست جماعت پختونخواہ، ملی عوامی پارٹی کے سربراہ محمود خان اچکزئی کو آپ نے شکست دی تھی، آپ ایک خالص علمی شخصیت تھے۔ کتاب ومطالعہ کے رسیا اور مسائل حاضرہ پر آپ کی گہری نظر تھی۔

گزشتہ سال ۲۶ راکتوبر ۲۰۱۱ء کو حج بیت اللہ کے لئے جاتے ہوئے راستے میں آپ کا ایکسیڈنٹ ہوگیا، اور یوں علم وعمل کا یہ روشن چراغ گل ہوکر شہادت فاخرہ سے سرفراز ہوا۔ آپ کے ادارہ جامعہ اسلامیہ چمن کی طرف سے سہ ماہی مجلہ الھدیٰ کے نام سے جاری ہے، کارپردازانِ مجلہ نے آپ پر اسی رسالہ کا خصوصی ضخیم نمبر نکالا ہے۔ مرتبین نے انتہائی عرقریزی اور محنت کے ساتھ آپ کے متعلق آپ کی حیات ماہ وسال کے آئینہ اور علمی کارناموں کے حوالے سے جتنے بھی مضامین آئے ہیں، ان کو ترتیب دیا ہے، اور یوں ایک تاریخی دستاویز کو محفوظ کیا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت سے نوازیں۔شخصیات کی سیرت وسوانح سے دلچسپی رکھنے والوں اور عام طلبہ وارد وان طبقہ کے لئے اس خصوصی اشاعت کا مطالعہ انتہائی مفید ہے۔

کتاب: درس ہدایہ افادات: حضرت مولانا سعید الرحمٰن تالیف مولوی نوید احمد حقانی

ضخامت: ۳۵۲ صفحات قیمت: ۲۰۰ روپے ناشر: اقراء قرآن کمپنی لاہور

قرآن وحدیث کے بعد علوم اسلامیہ میں علم فقہ کا مقام ومرتبہ کسی سے پوشیدہ نہیں، اس علم اور فن کی اہمیت کی وجہ سے ہزاروں کتابیں منظر عام پر آئیں، جو مستقل طور پر لائبریریوں کی شکل اختیار کر چکی ہے۔

کتب فقہ میں ہدایہ اپنے موضوع اور طرز کے اعتبار سے بالکل منفرد کتاب ہے جو اپنی علمی اور تحقیقی حیثیت کی وجہ سے درس نظامی میں شامل نصاب ہے۔علماء متقدمین نے کئی کئی جلدوں میں اس کی علمی تشریحات جسمیں ''البنایہ'' اور فتح القدیر قابل ذکر ہیں۔

زیر نظر کتاب درس ہدایہ ان افادات کا مجموعہ ہے جو کہ دارالعلوم حقانیہ کے جید مدرس شیخ التفسیر مولانا عبدالحلیم صاحب دیر باباجی کے علمی جانشین مولانا سعید الرحمٰن صاحب دیروی زید مجدہ نے دوران درس ہدایہ (کتاب البیوع) ارشاد فرمائے ہیں، جن کو ان کے لائق وفائق تلمیذ مولانا نوید احمد حقانی نے مرتب کیا ہے۔مولانا سعید الرحمٰن صاحب ہم سب کی طرف سے اس عظیم علمی کاوش پر شکریہ کے مستحق ہیں۔

راقم نے اپنے عہد طالبعلمی میں مولانا سعید الرحمٰن صاحب کی علمی کاوش ''کافیہ حلیمی'' جب منظر عام پر لایا، تو طلباء کی طرف سے ہدایہ بیوع پر شرح لکھنے کا' کے مطالبے نے زور پکڑ لیا' راقم نے کئی طلباء کو ترغیب دی لیکن بالآخر ہم جماعت ساتھیوں میں یہ علمی خدمت اللہ تعالیٰ نے مولوی نوید احمد حقانی سے لی۔نیز استاذ محترم مولانا تحسین اللہ صاحب نے انتہائی عرقریزی اور ژرف بینی سے اس کی تصحیح ونظر ثانی فرمائی۔

کتاب کی زبان انتہائی سہل اور آسان ہے جس میں قاری کسی قسم کی دشواری مسئلہ کے سمجھنے میں محسوس نہیں کرتے۔مزید برآں قواعد کے ذکر کے ساتھ ساتھ مسائل کی تشریح صورتوں سے بھی کی گئی ہے جس سے زیر بحث مسئلہ مکمل طور پر منقح ہو جاتا ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب افادات اور جامع ومرتب کو اجر جزیل سے نوازے جنہوں نے مدرسین وطلبہ اور علمی دنیا پر احسان کر کے ایک بہترین تحفہ ان کے سامنے پیش کیا ہے۔عروس جمیل در لباس حریر کے مصداق' بہترین جلد' دیدہ زیب ٹائٹل پر مشتمل یہ علمی سوغات آپ دارالعلوم حقانیہ (03005167962) سے طلب کر سکتے ہیں۔

کتاب: مآثر ومکاتیب مولانا عبدالمعبود صاحب تالیف: مولانا محمد طیب حقانی بن مولانا عبدالقیوم حقانی

صفحات: 360 ناشر: القاسم اکیڈمی خالق آباد نوشہرہ

حضرت مولانا عبدالمعبود صاحب مدظلہ نامور صاحب قلم' درجنوں کتابوں کے مصنف' ادیب وخطیب اور اکابر علماء دیوبند کے علوم ومعارف کے ترجمان ہیں۔

تصنیف وتالیف کے ساتھ ساتھ مختلف رسائل وجرائد میں مسلسل لکھنا' تبصرہ کرنا اور سرپرستی فرمانا ان کا اوڑھنا بچھونا ہے' قلم وقرطاس کے ساتھ ان کا رشتہ بہت پرانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتداء ہی سے الحق کا مسلسل مطالعہ اور تحسین وتشجیع فرماتے رہے ہیں۔ ماہنامہ الحق کے سابق مدیر استاد محترم مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب اہل علم' اہل قلم کے انتہائی قدر دان شخصیت ہیں۔ بزرگ اکابرین کے تذکروں کے ساتھ معاصر علمی شخصیات کے افادات کا جمع اور شائع کرنا ان کے علم پروری پر بین ثبوت ہے۔

زیر نظر کتاب ''مآثر ومکاتیب مولانا عبدالمعبود صاحب'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے' جو مولانا عبدالمعبود کے علمی وتحقیقی' تاریخی وادبی ابحاث' اہم نگارشات' افکار وخیالات اور تحقیقات مکتوبات پر مشتمل دلچسپ عظیم علمی دستاویز ہے جسے مولانا حقانی کے جواں سال فرزند مولانا حافظ محمد طیب حقانی نے اپنے عظیم والد کی زیر سرپرستی مرتب کیا ہے' کتاب انتہائی دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ ادبی عبارات اور لطیف وباریک نکات سے مرصع ہے۔ اس قیمتی دستاویز کی اشاعت پر القاسم اکیڈمی کے صدر نشین مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب قابل صد تحسین وتبریک ہیں۔

کتاب پڑھنے سے اس کی وقعت اور اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے' لہٰذا القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ سے طلب کیجئے اور علم وادب کا حظ وافر حاصل کیجئے۔

کتاب: الافاضات ترجمہ وشرح مقامات حریری شارح: حافظ محمد میاں صدیقی

ضخامت: ۲۳۷ صفحات قیمت: ۲۰۰ روپے ناشر: زمزم پبلشرز کراچی

مقامات حریری علامہ ابومحمد قاسم بن علی بن عثمان الحریری کی شہرۂ آفاق تصنیف ہے' جس میں علامہ حریری نے عربی زبان وادب اور الفاظ کا ''اسراف'' کیا ہے۔ یہ کتاب جتنی زیادہ مغلق ہے اتنی زیادہ دلچسپ بھی ہے' داخل نصاب ہونے کی وجہ سے طلباء علماء کو اکثر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے طلباء علماء کے اس مشکل کو آسان کرنے کے لئے اس کا عربی حاشیہ لکھا' جس میں حل مفردات کے ساتھ' آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ ﷺ کو بطور استشہاد ذکر کیا تاکہ مقامات حریری کا درس' قرآن کریم اور احادیث شریفہ کی تفسیر وتشریح میں معاون ثابت ہو' علامہ کاندھلویؒ کی اس کاوش کو علمی حلقوں میں بہت سراہا گیا' بعد میں ان کے فرزند مولانا حافظ میاں محمد

صدیقی نے اپنے والد کے حاشیے کو قدرے اجمال واختصار کے ساتھ اردو میں منتقل کردیا' صدیقی صاحب نے ترجمہ اتنے خوش اسلوبی اور روانگی سے کیا کہ معاصر اردو تراجم مقامات پر سبقت لے گئے' اور کمال کی بات یہ کہ تمام تحقیقی کام طالب علمی کے زمانے میں انجام پایا۔ کتاب کی ثقاہت کے لئے جامعہ ملیہ کے پروفیسر' علامہ عبیداللہ سندھیؒ کے علمی فکری جانشین سید سرور حسین صاحب کا یہ تاریخی جملہ کافی ہے' جنہوں نے مؤلف مترجم کو خط میں لکھا: ''برخوردار! تم نے سلف کو شرمندہ کیا اور خلف کیلئے راستہ بند کردیا'' مفتی اعظم محمد شفیع صاحبؒ اور مولانا ادریس کاندھلویؒ کے تقاریظ سے مزین یہ شرح آپ مکتبہ زمزم نزد مقدس مسجد کراچی سے طلب کرسکتے ہیں۔

کتاب: النحو الیسیر تعریب نحو میر تعریب: مولانا محمد فاروق حسن زئی

ضخامت: ۲۴۷ ناشر: زمزم پبلشرز' قیمت ۲۰۰ روپے

علوم عربیہ میں علم النحو کو بنیادی حیثیت حاصل ہے' یہی وجہ ہے کہ مدارس عربیہ میں اساتذہ کرام اور طلباء کی اولین ترجیح علم نحو کو ہوتی ہے۔ اس فن کی اہمیت اور وسعت کی بناء پر متقدمین' متاخرین میں سے بہت سے اصحاب قلم وتحقیق نے طبع آزمائی کی۔ اور انتہائی اعلیٰ علمی اور تحقیقی کتابیں تصنیف کیں' اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔ لیکن مدارس اسلامیہ میں علم النحو کی ابتداء سید شریف جرجانی کی شہرۂ آفاق کتاب ''نحو میر'' سے ہوتی ہے جو دراصل فارسی زبان میں ہے' افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ فارسی زبان سے طلباء کا ذوق دن بدن گھٹتا جارہا ہے' جس کی بناء پر طلباء علم نحو اس سے کما حقہ استفادہ نہیں کرسکتے' اسی ضرورت کے پیش نظر زیر تبصرہ کتاب ''النحو الیسیر تعریب وتسہیل نحو میر'' تالیف کی گئی۔ جسے انتہائی سلیس اور عام فہم انداز میں مولانا فاروق حسن زئی نے عربی جامہ پہنایا ہے' اسکے علاوہ مولوی سید عبدالرشید صاحب نے کتاب کو دروس میں تقسیم کرکے' ہر درس کے بعد سوالات اور مشقوں کا اضافہ کرکے مزید چار چاند لگادیئے' ہر درس کا عنوان' اجراء کیلئے متعلقہ آیات واحادیث اور عربی جملوں کا استعمال' املاء وترقیم کا لحاظ کرنے کیساتھ انتہائی سہل انداز میں مرتب کیا ہے' جس سے صرف طلباء ہی نہیں بلکہ عربی سے معمولی شد بد رکھنے عوام الناس بھی استفادہ کرسکتے ہیں۔

معروف عربی ادیب مولانا ولی خان المظفر کے وقیع مقدمے پر مشتمل یہ علمی تحفہ آپ زمزم پبلشرز نزد مقدس مسجد کراچی سے طلب کرسکتے ہیں۔ (021-32729089)

اظہار تشکر

مکتبہ البشریٰ کراچی کی طرف سے مختصر کتابچے علیکم بسنتی' آسان نماز' نورانی قاعدہ وغیرہ' جبکہ مبین ٹرسٹ اسلام آباد کی طرف سے چند کتابچے خیر المعالج' پنج سورہ وغیرہ موصول ہوئے' ادارہ دونوں کا شکرگزار ہے۔

نزلہ، زکام، گلے کی خراش اور کھانسی !

Take NO Tension
Take Sualin
with TOOT SIYAH efficacy

ہمدرد

Regd No. P-90 Monthly "AL-HAQ" Akora Khattak

(پرشکوہ مجوزہ ماڈل) عظیم الشان تعمیری منصوبہ
جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

1 لاکھ فٹ کورڈ ایریا۔ 3 منزلہ مسجد ۔ کشادہ ہال۔ گیلریاں
وسیع صحن - تین اطراف سے برآمدے - بیسمنٹ میں دارالحفظ والتجوید کا قیام۔
الگ سیکشن برائے نماز خواتین

تخمینہ لاگت 20 تا 25 کروڑ

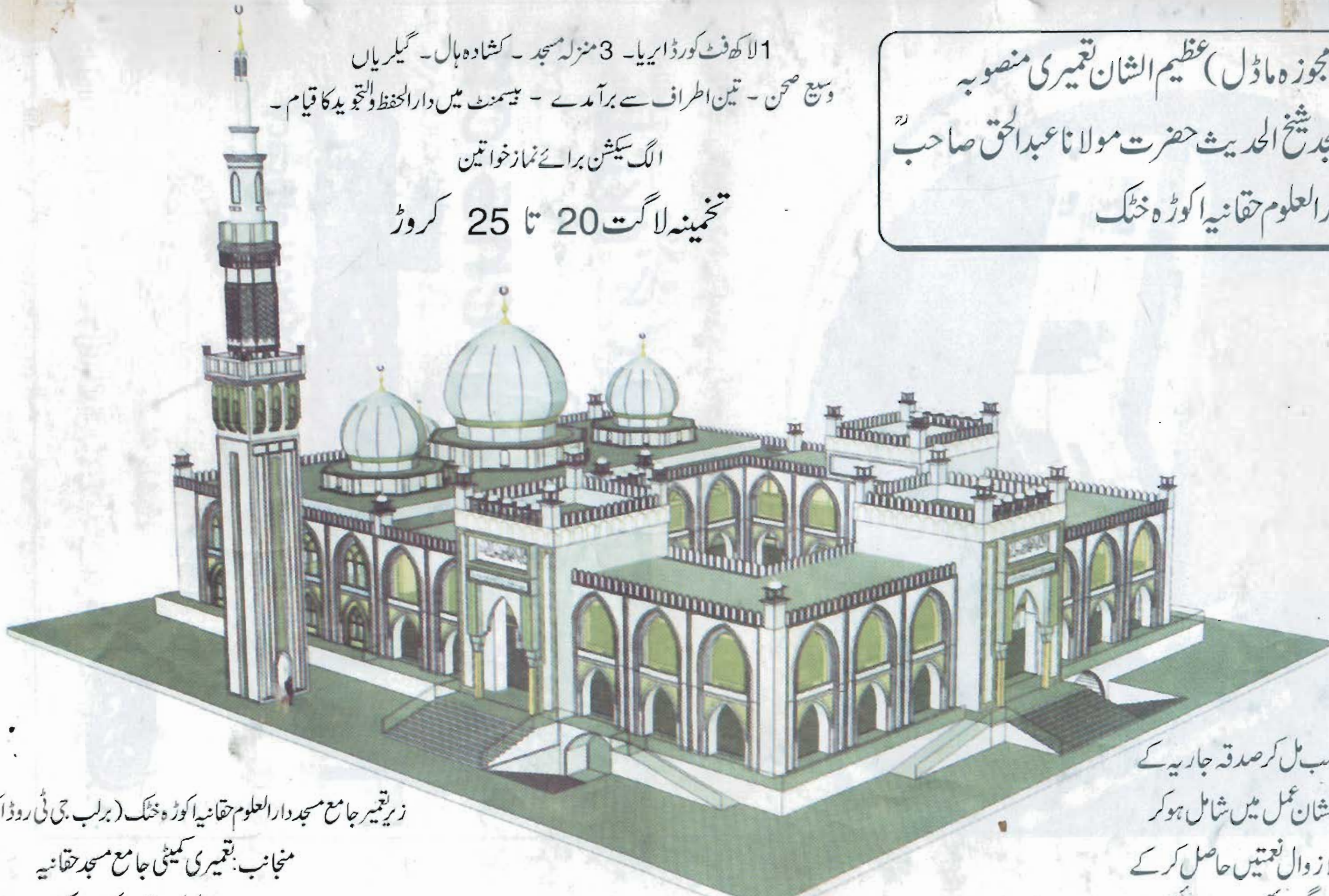

آئیں ہم سب مل کر صدقہ جاریہ کے
اس عظیم الشان عمل میں شامل ہوکر
آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کر کے
جنت میں اپنا گھر ابھی سے بنوائیں۔

زیر تعمیر جامع مسجد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (برلب جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک)
منجانب: تعمیری کمیٹی جامع مسجد حقانیہ
جامعہ: دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک